سوجناب سید احمد خان صاحب نے مسئلہ ثالثہ مین صرف دو چیزون کو ساتھ اعتراض اول و جواب جواب اول کے نقل کیا ہے اور وجہ ثالث اور دوسرے
مسئلہ رابعہ کو کہ وجہ اول اور مسئلہ رابعہ سے وقوع تحریف لفظی ثابت ہے چھوڑ دیا ہے اور علمائے اہل القیاس اس قسم کی سو تفسیر توراۃ و انجیل پر شمار مین اور
انقلاب احکام طعام اہل کتاب مین بہت بحث ہین بالاستیعاب و کما معلوم ہوتا بملاحظہ ادراک الاحتساب آبان ہی لیکن بطور پرستی نتو از خوردی وس غلطی اوسکی ہے
رسالہ کی خاتمہ پر مندرج نقشہ مین تحقیق نرہی کہ بحث حکم طعام اہل کتاب مین دو امر تنقیح طلب مین اول حکم نفس طعام کا دوم حکم اہل کتاب کی ساتھ بیٹھ کے
کہانیکا سوہم بنسبت امر دوم یہ بیان کرتے ہین کہ اہل کتاب اور کل کافرون کے ساتھ بیٹھ کر کہانا ناجائز ہی بیہقی نے شعب الایمان مین
ابی امامہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ کہا ابو امامہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبیل جفا سی ہی یہ کہ کہاے کے تو ساتھ غیرت والون
اپنی کے اور ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ابو سعید خدری نے سنا پیغمبر خدا
صلعم سے فرماتی تھے کہ نہ ساتھ بیٹھ تو مگر ساتھ مسلمان کے اور نکہاوے تیرے کہانیکو مگر پرہیزگار خطابی نے معالم السنن مین ابی سعید کی حدیث
کی شرح مت امر اول کے بیان مین لکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت سے ایسے شخص کے کہ نہو تقوی دار منع کیا اور اوسکی مخالطت اور
مواکلت سے اسلئے کہ باہم کہانا کہانا والا سبب الفت اور مودت کو دلون مین گویا کہ فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ الفت کر اوس سے
جو نہین ہے اہل تقوی اور ورع مین سے اور نہ بنا اوسکو ساتھ بیٹھنے والا کہ کہانا کہلاتی تو اوسکو اور ہمنشین بنائی تو اوسکو انتہی اور مرقاۃ الصعود حاشیہ
سنن ابی داؤد مین بھی ایسا ہی مرقوم ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواکلت
سے ساتھ کافرون کے اور فاجرون کے تا سبب محبت اور الفت کے نہو اور ہم صحبتی اونکی سے صفات ذمیمہ سرایت نکرین انتہی اور یہی مواکلت
ساتھ کافرون کی اور ساز فاسقون کے باعث ہوئی تھی خرابی علماء بنی اسرائیل کا جیسا کہ ترمذی نے اپنے جامع مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے
کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑ گئے بنی اسرائیل گناہون مین منع کیا اونکو اونکے عالمون نے سو باز نہ آئے
بنی اسرائیل پہر بیٹھے اونکے عالم اونکے ساتھ اونکے مجلسون مین اور کہایا اونکے عالمون نے اونکے ساتھ اور پیا اونکے ساتھ تب مارا اللہ نے بعض کے دلونکو ساتھ
بعض کے پہر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد کے اور حضرت عیسی بیٹے مریم کے یہ اسلئے کہ نافرمان ہوتے تھے وہ اور حد سے بڑہتے تھے کہا عبد اللہ
بن مسعود نے پہر بیٹھ گئے آپ تکیہ چھوڑ کر اور تھے تکیہ لگائے ہوئے پہر فرمایا آپ نے نہ معذور رکہے جاؤگے تم قسم ہے مجکو اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ مین ہے جبتک کہ نہ منع کروگے تم عاصیون سے اونکے امثال کو ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکہا ہے یعنی جبتک کہ
منع کروگے تم اونکے امثال کو اہل معصیت مین سے اور اگر باز نہ آئین اونکے امثال اپنے کام سے پس باز رہو تم اونکے ساتھ ملاپ کرنے اور اونکے ساتھ
باتین کرنے اور اونکے ساتھ کہانے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیح البخاری مین روایت ہی نافع سے کہا نافع نے کہ تھی عبد اللہ بن عمر کی یہ
کہاتے تھے جبتک کہ نہ لایا جاتا مسکین کہ کہاتین اوسکے ساتھ سو لایا مین ایک مرد کو کہ کہاتین اوسکے ساتھ سو کہایا اوسنے بہت پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اے
نافع نہ لا اسکو میرے پاس سنا ہی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کہاتا ہے ایک انتڑی مین اور کافر کہاتا ہے سات
انتڑیون مین اور مانند اسکے روایت کیا ہے مسلم نے اپنے صحیح مین پہر جبکہ کہانا کہانا مسلمان کے ساتھ صرف اس جہت سے کہ وہ صرف ایک
صفت مین مشابہ تہا ساتھ کافر کے بموجب اس اثر عبد اللہ بن عمر کے مکروہ ہوا تو کہانا کہانا اوسکے ساتھ جو در حقیقت کافر ہو کیونکر مکروہ نہوگا اور
طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین عمران بن حصین سے روایت کیا ہی کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

دعوت قبول کرے فاسق کے کہانیکے اسلئے کہ اوسمین توقیر ہے فاسق کی اور اوسکی تکریم ہے اور فاسق کی ضیافت مہمان داری مغضوب ہے
اور امام تمرتاشی نے شرح **جامع صغیر** مین لکہا ہے کہ نہ قبول کرنا دعوت فاسق معلن کے تاکہ معلوم ہو کہ تو غیر راضی ہے اوسکے فسق سے
پس جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن کی اوسکی توہین کے لئے اور اسلئے ظاہر کرنے عدم رضا کے اوسکے فسق سے جائز ہوئی تو اجابت دعوت
کافر کی کیونکر جائز ہو سکتی ہے کہ توہین کافر اور اظہار عدم رضا کفر سے مقدم تر ہے توہین فاسق معلن اور اظہار عدم رضا فسق سے اور بخاری نے
ادب مفرد مین ذیل باب دعوة الذمی کے اسلم عدوی غلام آزاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اسلم عدوی نے کہ جب آئے
ہم ساتہ عمر بن خطاب کے ملک شام مین تو آیا اونکے پاس ایک زمیندار کہ وہ لوگ قوم نصاری مین سے سو کہا اوس زمیندار نے کہ اے امیر المومنین مین نے طعام تیار
کیا ہے آپکے لئے کہانا اور چاہتا ہون مین کہ آوین آپ میرے یہان ساتہ اشرافون کے جو آپکے ساتہ ہین کہ یہ قوی تر ہے میرے لئے میرے کام مین اور
بزرگتر ہے میرے لئے فرمایا حضرت عمر نے کہ ہم نہین استطاعت رکہتے ہین اسکی کہ داخل ہون تمہارے گرجاؤن مین جوان صورتین ہین
یعنی ہم نہین استطاعت رکہتے ہین کہ تمہارے گرجا مین آوین اسلئے کہ تمہاری دعوت قبول کرنا اور تمہارے ساتہ کہانا پینا رکہنا منجملہ موالات کے ہے
ساتہ کفار اہل کتاب کے بموجب من یتولہم منکم فانہ منہم کے سبب بنے اونہین مین سے ہو جانیکا حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر **فتح العزیز**
مین ذیل آیت کریمہ لوددت من میدیون کے لکہا ہے کہ ہر حال موافقت ساتہ منکرون کے گو ظاہر مین ہو بدلیت تامہ کلیہ مین خلل ڈالتی ہے اور حیات
اور خیر میمنون مین قدح کرتی ہے چنانچہ حدیث شریف مین ملفوظ ہے کہ جب ملے تو فاجر سے ملتا ہو اوس سے ساتہ ترش روئی کے اور **حقائق التنزیل** مع
مذکور ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے تہے کہ جسنے درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی توحید کو تو وہ نہین انس کرتا ہے مبتدع سے
اور نہین بیٹہتا ہے ساتہ اوسکے اور نہین کہاتا ہے ساتہ اوسکے اور نہین پیتا ہے ساتہ اوسکے اور ظاہر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت کو اور جو
مداہنت کرتا ہے ساتہ مبتدع کے چہین لیتا ہے اوس سے اللہ تعالی شیرینی اور لذت ایمان کی اور جو دوستی رکہتا ہے مبتدع سے نکال لیتا ہے نور ایمان کا اوسکے دل سے
یعنی شیرینی لایا کو چاہئے کہ ساتہ اہل بدعت کے انس نہ پکڑے اور ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ اونکا نہو اور جو ساتہ اہل بدعت کی دوستی پیدا کرے تو ایمان اور
شیرینی اور لذت اوسکی اوس سے لی جاتی انتہی اور ابو حامد غزالی نے **احیاء العلوم** مین لکہا ہے کہ بہتر ہی باز رہنا مخالطت سے ہو لوگ اسکے ساتہ معاملہ
کرنے سے اور ساتہ کہانا کہانے سے اور فتاوی **المواہب الحمدین** مسطور ہے کہ مکروہ ہے ساتہ کہانا کہانا فرنگی اور مجوس مین کہ وہ ہون اوپر غیر دین تیری کے
اور میز پر کہانا انکا سے کہ جو ہی اوپر کہانیکے ہے اوسکے ساتہ مشابہت کے کہا اسبب کثیر سواد قوم کفار کی اور تشبہ کی ساتہ کافرون کے بہی ناجائز ہے اگر کوئی اہل
کو اسلامی طریقہ سے اپنے ساتہ بٹہا کی کہانا کہلایا جاتا تو صرف اسی وجہ سے ناجائز ہوگا کہ کافر کو اپنے ساتہ بٹہا کی کہلایا اور دعوت دی کہ سلام کا طریقہ چہوڑ کر کافرون کا
طریقہ اختیار کرکے میز کرسی لگا کی چہری اور کانٹے سے کافر کو ساتہ بٹہا کی کہلایا گیا ہو تو ہنا اور وجہ عدم جواز کی سوا اوس وجہ کے پیدا ہوگی چہ جائیکہ کافرون کی طریقہ
مین تشبہ اور کفار اور اہل اسلام کے طریقہ مین سکنت اور ذلت سمجہکر کافرونکے طریقہ کو پسند کیا جائے جیسا کہ تحریر جناب **سید احمد خان** صاحب سے جو **تہذیب الاخلاق**
۵۰ مین ہے ظاہر ہے کہ اس تحریر مین کہین سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تحسین اور کفار ہے اور کہین سنت کی تحسین اور کفار کی عادت جناب **سید احمد خان**
صاحب نے جو **صفحہ ۵۴** مین لکہا ہے اگر مسلمانونکو میز پر کہاتے دیکہے تو کبہی یہ شبہ نہین ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہین یا مسلمان تو ہر چند انگریز ہونیکا
شبہ نہوگا لیکن کرسشان ہونیکا شبہ ضرور ہوگا کہ یہ پہلے مسلمان تہے اب انہون نے شاید نصاری کا دین اختیار کر لیا ہے اسلئے کہ اہل اسلام کا طریقہ
اور اپنی عادت کو چہوڑکر بتکلف نصاری کی طریقہ پر کہانا کہاتے ہین اور جس حالت مین کہ اہل کتاب کہانا کہاتے مین شراب بہی پیتی جاتی اور

عادت نصاریٰ کی ہو جائے زمانہ اور ملک میں ہیں تو جب وار ایک جماعت کے ساتھ طیبہ کے کہانا کہی ہو کہ آنحضرت صلعم نے بیٹھنے سے اوس دسترخوان پر کہ شراب پی جاتی ہو منع فرمایا ہو جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور انجیل نصاریٰ میں تو شراب پینے والے کے ساتھ بیٹھ کر کہانا کہانا منع کیا گیا ہو چنانچہ پولوس کے پہلے خط کے پانچویں باب میں جو قرنتیو نکو لکہا ہے مرقوم ہے پر اب میں نے تمہیں لکہا ہے کہ مل نہ کہانا یعنی اگر کوئی بہائی کہلا کے حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینیوالا یا شرابی یا ظالم ہو ایسے کے ساتھ کہانا بھی نہ کہانا انتہی اور حکم کرنا مسلمانوں کا اوپر جو نصاریٰ کے ساتھ کہاتا ہی کہ مسلمان ہو جاتے ہیں بسبب اختیار کرنے رسم ہنود کے جیسا کہ زعم جناب سید احمد خان صاحب کا ہے نہیں ہے بلکہ منشا اسکا حکم کفر ہے کافرون کے علامت اور شعار پر بموجب قاعدہ مقررہ اہل اسلام کے کہ اس بارہ میں کہانا کہانا ساتہ نصاریٰ کے میز و کرسی پر چہوری دکانٹے سے علامت اور شعار ہے اونکا جنہوں نے دین نصاریٰ کا اختیار کیا ہے پس جو انکے ساتھ اسطرح کہانا کہاتا ہی وہ انہیں میں سے شمار کیا جاتا ہے ابو شکور سلمی نے تمہید میں کہ کتب عقائد اسلامیہ میں سے ہے لکہا ہی کہ اگر ظاہر ہو مسلمان سے علامت کافرونکی مانند پہنے ٹوپی مجوسیون کی یا باندہنے زنار کے یا مانند اسکی تو ہو جاتا ہے وہ مسلمان کافر برابر ہی کہ کری مسلمان یہ بدین اعتقاد کے یا استحسان سے یا اعتقاد سے اور اگر کری یہ واسطے جان بچانیکی یا زبردستی سی تو نہیں ہوگا کافر اور بنسبت **امر اول** کے بیان ہمارا یہ ہے کہ نفس طعام اہل کتاب اگر گوشت ہی یا اور قسم سے کے کہانے پختہ یا غیر پختہ میں کہ تلوث اور اختلاط اونکا ساتہ نجاسات اور محرمات کے متصور ہی تو جبتک یہ معلوم نہو کہ یہ گوشت جانور حلال کا ہے اور وہ جانور حلال بطور بہی موافق قاعدہ شرع کے ہی اور تسمیہ اوپر عمدا متروک نہیں ہی اور اور کہانے پاک اور غیر مختلط ساتہ نجاسات و محرمات کے ہین اور پاک برتنون میں پکائی گئے ہین کہانا درست نہیں ہی اور معلوم ہوتا ہے ہمارے ملک کی اس زمانہ کے نصاریٰ کے یہان کے پکے ہوے کہانا نہین شبہ وار ہی کیونکہ یہ نصاریٰ جانور کو ذبح نہین کرتے بلکہ گلا گہونٹ کر یا چوٹ سی مار ڈالتے ہین اور فرضا اگر ذبح بہی کرین تو عمدا تسمیہ ترک کرینگی کہ کسی کام مین تسمیہ کے اونکی عادت نہین ہے اور جانور ونمین حلال و حرام کی اونکو کچہ قید نہین ہے اور نجاستی سے وہ ہرگز احتراز نہین کرتے ہین اور برتنون مین اونکے سور بہی پکتا ہی اور شراب بہی رکہی جاتی ہی اور اگر برتن دہوئی بہی جاتی ہین تو دہونے کی شرط کا اونمین کچہ لحاظ نہین ہوتا ہی اور ایسی پانی سی دہوئی جاتی ہین کہ وہ پانی ہی نجس ہوتا ہے بہنگی وغیرہ نہایت بی احتیاطی اونمین کرتی ہین اور نجاست اکثر بے تکلف اونمین ڈالدیتی ہین اور یہ کہنا کہ ہر چیز در اصل حلال یا پاک ہو جبتک حرمت یا ناپاکی اوسکی بالیقین معلوم نہو حرام اور ناپاک انکی چیز نہین ہوسکتی ہی بیجا ہی اسلئے کہ یہان ظن حرمت اور نجاست مستفاد ہی غالب حال اہل کتاب نصاریٰ سے اور ظن مستفاد غالب حال سے راجح ہی ظن مستفاد اصل پر چنانچہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے شرح عمدہ میں بالتصریح اسکو بیان کیا ہے اور ذبیحہ اہل کتاب جو موافق قواعد دین اسلام کی ذبح کیا گیا ہی اگرچہ حلال ہے لیکن اولی یہ ہی کہ بدون ضرورت اور حاجت کی نکہایا جائے جیسا کہ **فتح القدیر** حاشیہ ہدایہ اور **بحر رائق** اور حاشیہ **طحطاوی** اور **رد المحتار** وغیرہ کتب فقہ میں مسطور ہی **نوازل** میں مرقوم ہے کہ مجوسی یا نصرانی اگر دعوت کرے کسی کی تو مکروہ ہی قبول کرنا اوس دعوت کا اگرچہ کہی کہ گوشت خرید لیا ہے مین نے بازار سی اسلئے کہ مجوسی جہاں رکہتا ہے گلا گہونٹے ہوے اور چوٹ سے مارے ہوے کو اور نصرانی ذبح نہیں کرتا ہے اور سوا اسکے نہین کہ کہاتا ہی مسلمان کے ذبح کئے ہوئے یا گلا گہونٹ کے مارے ہوے کو اور ایسا ہی فتاوی **قاضی خان** میں اور ترمذی نے اپنی **جامع** میں ابی ادریس خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو ادریس خولانی نے کہ سنا مین نے ابی ثعلبہ خشنی سے کہ کہتے تھے آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا مین نے یا رسول اللہ ہم زمین میں ایک قوم کے اہل کتاب سے ہین کہاتے ہین ہم اونکے برتنون میں فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اونکے برتنوں کے سوا تو نہ کہاؤ اونکے برتنون میں پہر اگر نہ پاؤ تو دہو ڈالو انکو اور کہاؤ اونمین اور اسیطرح صحیحین میں بہی ذکر

اور ترمذی نے اپنی جامع مین روایت کیا ہے ابن طائی سے کہ مطلب طائی نے کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری کا فرمایا آپ نے کہ نہ کھٹکے تیرے سینہ مین وہ کھانا کہ مشابہ ہوتا ہو تو اوسمین نصرانیة کے یعنے نصاری کا کھانا کہ مین مشابہت ساتھ نصرانیة کے اور جسمین کہ مشابہت لازم آتی ہو ساتھ نصرانیة کے اوسکے حرام یا مکروہ ہونے مین کیا شک ہے

اس نقشے مین بیان چند اغلاط جناب سید احمد خان صاحب کا ہے احکام طعام اہل کتاب مین

کیفیت	اغلاط	صفحۂ احکام طعام اہل کتاب
جناب سید احمد خان صاحب نے تفسیر نیشاپوری سے یون غلط نقل کی اور ترجمہ اوسکا بھی ویسا ہی غلط حاشیہ پر لکھدیا اور شبہہ ہوجانے مطلب کو کچھ لحاظ نہ رکھا عبارت نیشاپوری مین وعن بعض ائمة السر یہ نہین ہے بلکہ اوسمین وعن بعض ائمة الزیدیة ہے	وعن بعض ائمة السر ان المراد ہو الخبز والفاکہة ما لا یحتاج منہ الی الذکاة ترجمہ اور بعض ائمہ سے روایت ہے کہ سر اسمین یہ ہے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اوسکے ذبح کی نہیں ہے۔	۱۳
خوان کی معنی میز کے لینا غلط ہین خوان بکسر خا معجمہ اور ہمی ساتھ ضمہ کے معرب خوان کا جو معروف ہی ہی تشریح اوسکی کتب لغت مین مانند صراح او منتہی الارب وغیرہا مین موجود ہے۔	خوان پر یعنی میز پر	۱۴
شاة مسموطہ اوس بکری کو کہتے ہین کہ بعد ذبح کے ثابت چمڑی کے ساتھ پکائی گئے ہو اور بال اوسکے گرم پانی سے دور کئے گئے ہون جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے اوسکی بکری کے گوشت سینے ہوے کو شاة مسموطہ نہین کہتے ہین اور بھنا ہوا گوشت کھانا آنحضرت سے ثابت ہے۔	ترجمہ شاة مسموطہ کا بکری کا گوشت بھنا ہوا۔	۱۴

صفحہ و سطر کلام اہل کتاب	اغلاط	کیفیت
۴۹	من جامع المشرکین ۔ بجائے من جامع المشرکین ۔	سید احمد خان صاحب نے سنن ابی داؤد سے حدیث سمرہ بن جندب میں من جامع المشرکین نقل کرکے حاشیہ پر ترجمہ اوسکا لکہا ہے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے انتہے حال آنکہ سنن ابی داؤد میں یہاں جامع المشرکین ہے ۔
۶۰	ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی شل میں ہم بیان کرتی ہیں کہ ان آیات میں موالاۃ ہر طرح ممنوع شرعی نہیں ہی بلکہ صرف وہی موالاۃ جو من حیث الدین ہو حرام او ممنوع شرعی بلکہ کفر ہی او موالاۃ من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اوسکا مذہب او دین جسکو اوسنی اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست کہیں او صرف اوسی قسم کے موالات منع ہی نہ اور کسی قسم کے ۔	یہ تحریر سید احمد خانصاحب کے صفحہ ۱۶۰ اور صفحہ ۱۶۱ میں مناقض اور مخالف ہی اونکی دوسری تحریر کی جسکو صفحہ ۱۶۶ میں لکہا ہی کہ اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ مودت جو باعزاز دین اور باعزاز اسکے نہی منع ہوے مگر جو کہ یہ مودت من حیث الدین نہتی تو من یتولہم منکم فانہ منہم میں داخل نہیں ہوئی انتہے کہ وہان مودت ممنوعہ کو حصر کیا مودت من حیث الدین میں اور اوسکے ماسوا کو لاباس سمجہا اور یہاں اوسکے ماسوا کا بہی ممنوع اور غیر لاباس بہ ہونا مان لیا ۔
۶۱	پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کی ساتھ رکہی جائے بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ماسوا اسکی جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لاباس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ۔	
۶۴	جنگ بدر بالضرور بعد آیت قتال و سیف کی ہوے تہے ۔	واقعہ جنگ بدر سال دوم ہجری میں ہوا ہے اور نزول سورہ توبہ کا جسمین ایت قتال و سیف ہی سال نہم ہجری میں بعد فتح مکہ کے ہے پس جنگ بدر کا ہونا بعد آیت قتال و سیف کی متصور ہی نہیں ہے چہ جائیکہ بالضرور ہو ۔
۶۲	اس حدیث کا یعنی حدیث ابموسی اشعری کا کہین حدیث کی کتابوں میں ٹہکانا نہیں ۔	یہ حدیث ابموسی اشعری کی مسند امام احمد اور اور کتب حدیث میں موجود ہی پس ایسا یہ لکہدینا کہ اس حدیث کا کہین حدیث کی کتابوں میں ٹہکانا نہیں کیسی غلطی فاش ہے ۔

صفحہ کہ جسمیں غلط ہے	اغلاط	کیفیت
۴۳	اس حدیث کی بنیاد من کبار ان ناکل متع مراین زنک کی بھی تی کہ سندیں اسکی کوئی اسکا راوی ہے	اس حدیث کو ترمذی نے شعب الایمان میں ابن ابی اسے مرفوعا روایت کیا ہے اور لکہا یہ کہ اس حدیث کی ذکیہ شدست اور کوئی اسکا راوی ہی کیسی غلطی ہے۔
۴۶	یہ آیت انصاری کی لیئی آئی تہی جو حلیف یعنی دینی بہائی تہی ترکہ لیا سکے ستے۔	یہ آیت انصار کی لئی نازل کی تہی کہ انصار کی سے جو مسلمان سوگند اسلام کے یار تہی اونکا دینی بہائی ہونا بھی معلوم کہ مدینہ کی سیدہ تہی کیونکر ہوسکتا ہی اور حلیف کا ترجمہ دینی بہائی غلط ہے اوسکے معنے ہم سوگند کے ہیں نصرت اور ایری میں۔
۸۹ 60	فی الدر المختار ان غلبوا علی اموالنا ولو عبد امو سنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا ونفترض علینا اتباعہم	اس عبارت درمختار سی کہ لیے مصنف صاحب سپرت نعرت نقل کر کی استدلال کیا ہی کہ انگلیش کے اطاعت فرض ہی اسی لئے ونفترض علینا اتباعہم کا ترجمہ حاشیہ پریوں کیا ہی اور فرض ہی ہمپر انکی اطاعت انتہی حال آنکہ اتباع بیان معنی اطاعت نہیں ہی بلکہ پیچہ جانیکی معنی میں ہی حاصل درمختار کا عبارت کا یہ ہی کہ کافر اگر ہماری ملک سے چیز اٹہین اور چبا اور کیسے مال اپنی ملک کیطرف لیجائین تو ہمپر فرض ہی اونکی پیچہ جانا ایسی مال کے چہڑانی کے لیئے۔

قطعہ تاریخ چکیدۂ قلم براعت رقم مولوی سید حسن احمد بلگرامی صابر تخلص

چون یافتہ این رسالہ ترتیب
سبحان اللہ زہی رسالہ
مقبول قلوب عالمانست
ایوانی بسدکرے بماند

از فضل جناب بے تعلق لو
مضمون ہمہ سر بسر محقق
در حسن قبول منیت رونق
بی سند بر این رسالہ ملحق
بہر تاریخ سال تالیف

بحث ست دران ہمہ خود حق
محکم ز دلائل و براہین
بنیند کہ این رسالہ ? خیر
تحقیق از ان شد و بہت دلشاد
صابر گفتا مظہر الحق
۲۸۵

با منکران دین بہ حق
در حجت بالغہ موثق
نا دار خدا بود موفق
سنگ بر فرق باطل ست زان حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واضح ہو کہ ایک فتویٰ مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کا اس باب مین کہ اکل و شرب ساتھ نصاریٰ بھائی کی جائز ہی دیکھنے مین آیا اور لکھتے ہین فتوے مین مولوی صاحب کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد ہو بھائی کہلاتے ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بھائی کہلاتے ہین ویسا ہی وہ شخص ایک نبی کا ماننے والے اوسی معنی کر بھائی ہوئے تو اس معنی کر نصاریٰ ہمارے عیسائی بھائی ہوئے راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد فصیح صاحب ہر دل عزیز ہین مولوی صاحب کسیکی دل شکنی نہین فرماتے ہین جیسا کہ مصرع اپنے فتوے مین لکھا ہے ؎ ہر سخنے موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ؛ اسپر یون عمل فرماتے ہین کہ جہان جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی تقریر و تحریر فرما دیتے ہین چاہے خدا اور رسول کا حکم اوسکے مخالف ہووے چنانچہ ایک مجلس مین بپاس خاطر ایک صاحب عالی صاحب کے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہیتا وہان فتوی لکھدیا کہ معاویہ کہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مت کہو بلکہ خاطی اور باغی سمجھو حالانکہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مورد مین حضرت معاویہ بھی داخل ہین اب بمقام بنارس ۱۶ جون سنہ ۱۸۹۸ع کو جناب مولوی سید احمد صاحب جج عدالت خفیفہ بنارس کے یہان تشریف لیگئے اوس مجلس مین مولوی محمد تحصیلدار مرزاپوری بھی موجود تھے اور اکثر لوگ تھے وہان یہ موقع دیکہا کہ کھانا پینا نصاریٰ وہنود کے ساتھ جائز کرنا مناسب ہے اور ایک پیر کے دو مرید جیسے ہوتے ہین بھائی بھائی ویسی نصاریٰ وہنود کو سب مسلمان بھائی اپنا سمجھین اسکا فتوی لکھدینا مصلحت سمجھکر لکھدیا ہے کہ بجنسہ فتوی مذکور اول لکھا جاتا ہے اوسکے بعد مختصر رد اوسکا لکھا گیا ہے تاکہ سب مسلمان سمجھ لین کہ قول مولوی محمد فصیح صاحب کا خلاف قرآن و حدیث کے ہے +

جناب حضرت مولانا مولوی محمد فصیح صاحب دام مجدہم — آپکے تشریف لیجانیکے بعد ایک دن جو مسلمان تشریف لائے اونسے ذکر ہوا کہ تھوڑی دیر ہوئی کہ جناب مولوی محمد فصیح صاحب یہان تشریف رکھتے تھے اور در باب طعام اہل کتاب کے جناب ممدوح نے فرمایا کہ جائز ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم۔ اگر ہمارے عیسائی بھائی ایک جگہ بیٹھکر اپنی اپنی
رکابیوں میں اپنا اپنا کھانا کھاوین اور کھانے مین محرمات شرعیہ میں سے کچھ نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اور یہ بھی
جناب ممدوح نے فرمایا کہ جیسے مقرر ہوئے کہ پادری آمٹ صاحب برنی کو نرٹ لوہین نے ایسے
کہا کہ آپ ہمارے عیسائی بھائی ہین اور یہود ہمارے موسائی بھائی ہین اگر تم ہمارے پیغمبر صاحب پر یقین
لاؤ تو ہمارے محمدی بھائی ہوجاؤ اور جب کھانیکا وقت ہوا تو جناب مولوی صاحب نے پادری صاحب سے
کہا کہ کھانا کھائے پادری صاحب نے کہا کہ کیا تم کھانا کھلاؤ گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان شاء اللہ
کھلاوینگے تم ہمارے عیسائی بھائی ہو اور پیر پادری صاحب نے کہا کہ آپ ہمارے یہان آئی کھانا کہانا
مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہارے یہان بھی کہاوینگے اگر محرمات شرعیہ نہون فقط
دوست احباب کا یقین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ حضرت نے کبھی ایسا لکھا ہوگا عرض یہ ہے کہ وہ جو ہمارا
ہین پس امید ہے کہ آپ اسی کاغذ کے نیچے لکھدیجئے کہ آپنے یہ الفاظ فرمائے ہین یا نہین اور امید
کہ اپنے دستخط خاص سے تصدیق یا تکذیب ان الفاظ کی لکھکر بہت عنایت فرمائے علی العیال
مین اور وہ دوست جانے والے ہین والسلام ولاتکتموا الشہادۃ وہو راقمہ فقط کسا حمد بخشی منہ امروہ بتاریخ
۱۶ شنبہ ۸۱ء وقت شب

جواب

رقیمہ کیا لوجیا احوال معلوم ہوا الحقیقۃ الحال یہ ہے کہ اب وقت بڑا نازک ہے لوگ کم سمجھ بہت ہین اس
سمجھ والے کم ہین سے ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامی دارد اور وہ تقریر جو آپنے لکہا ہے بات تحقیق
حقیر کی یہی ہے اور یہی اعتقاد ہے اور دوسرے لوگونکا اور حال ہے اور معتقد حقیر کا یہ ہے
کہ کوئی حلال کو حرام نجانے اسواسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال
کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے اور یہ معتقد حقیر کا نہین ہے کہ لوگ بے تامل اور بے پرہیز
نصاری بھائی کے ساتھ اکل وشرب جاری کرین کہ آدمین خطرات گوناگون لاحق حال ہین اور
دین اسلام کا تعجب دین پاکیزہ ہے کہ اومین کچھ نقصانت نہین ہی اللہ تعالی سبحانہ اسلام سچا ایمان
نصیب کرے الغرض تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد بھائی کہلاتے
ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بھائی کہلاتے ہین ویسا ہی دو شخص ایک نبی کے ماننے والے
اوس معنی کا بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ ہم محمدی کوئی حضرت عیسی کی رسالت کے منکر نہین بلکہ
معترف ہین تو اس معنی کر قوم نصاری ہمارے عیسائی بھائی ہوئے اور واقعی یہ ہے کہ اگر حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اقرار کرے تو محمدی بھائی جانئے والسلام والاکرام حررہ العبد
الضعیف محمد فتح احمد عفی عنہ

ردّ فتوی مذکورہ بالا مولوی محمد فصیح صاحب کا

راقم کہتا ہے کہ تحریر مولوی محمد فصیح صاحب کی دو مقصود سے خالی نہین یا یہ کہ مسلمان خصوصاً اونکے معتقدین اور مرید اسطرح سے یہود و نصاریٰ کا ہوجاوین کہ عقیدت رکھین یہود و نصاریٰ سے جسطرح سے کہ ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکہتے ہین یا ایک استاد کے دو شاگرد اور یہود و نصاریٰ کے ساتہ بیٹہکر کہاوین یہان تک کہ چوری سے جیسا موقع ہو جاوین کہانا ساتہ کہا لیا کرین یا مولوی صاحب کو اس فتوی لکہنے سے قوم یہود و نصاریٰ کا خوش کرنا اپنی ذات سے مقصود ہے تو راقم کے نزدیک مسلمان اس فتوے کو دیکہکر عقیدت اپنی اسطرح سے کہ جیسے ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکہتے ہین اور کہانے پینے ہین کہینگے اور نہ قوم یہود و نصاریٰ اس سے خوش ہونگے کیلیے کہ اکثر یہود و نصاریٰ تفسیر دان ہندوستان مین موجود ہین جنکے پاس تفسیر کشاف راقم نے دیکہی ہے کہ اوسکو پڑہا کرتے ہین اور ملک یورپ و فرانس مین تو بہت ہین جنہون نے تفسیر کو ترجمہ کیا ہے

تفسیر مدارک مین یہ لکہا ہے

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء ای لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ہ

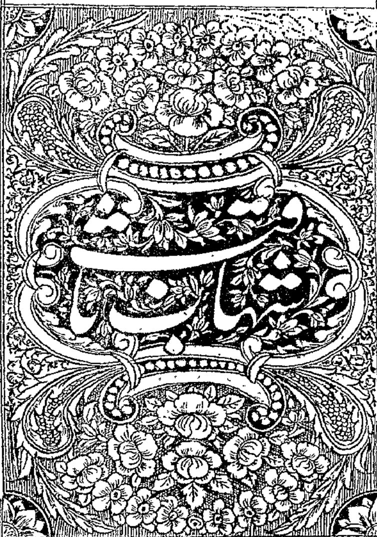
تفسیر کشاف مین یہ لکہا ہے

لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ہ

پس مسلمانون کیلیے یہ حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اولیاء دوست نکرو کہ بہائی بناؤ تم اونکو پس مواخاۃ یہود و نصاریٰ یعنی بہائی بنانا یہود و نصاریٰ کا اور اونکو بہائی کہنا قول مولوی محمد فصیح صاحب بالکل جہوٹا ہوا ظاہر مواخاۃ اوٹہہ گیا باطل ہوا اور راقم کہتا ہے کہ موالات یعنی دوستی دو قسم کی ہے ایک دوستی عقیدت و دیانت کی جسکو لگاو دینیات سے ہووے دوسری دوستی معاملات کی جسکو لگاو دنیا کے کامون سے ہووے مولوی محمد فصیح صاحب اپنے فتوے مین لکہتے ہین کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد بہائی کہلاتے ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہائی کہلاتے ہین اور ظاہر ہے کہ محمدی لوگ کوئی حضرت عیسیٰ کی رسالت کے منکر نہین بلکہ مقر ہین تو اس معنی کر قوم نصاریٰ ہمارے عیسائی بہائی ہوئے تو یہان بہائی سے دینی بہائی مراد ہوئے قوم نصاریٰ اور جب دینی بہائی ہوئے تو دوستی اور عقیدت کے ساتہ ہوئی اور تفسیر زاہدی مین لکہا ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم کی تفسیر مین کہ ہر کہ دوستی دارد با ایشان وی از ایشان است این وعید کسی راست کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت و دیانت اور تفسیر کشاف مین اس آیت کی تفسیر مین ومن یتولہم منکم فانہ منہم ای من جملتہم وحکمہ حکمہم پس عمل کرنیوالے قول مولوی محمد فصیح صاحب پر کہ یہود و نصاریٰ دونو کو بہائی بنانا جائز ہے اگر مسلمان انکو اپنا بہائی سمجہین منہم یعنی اونہین یہود و نصاریٰ سے ہوئے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین لکہا ہے

حدیث ابن مسعود کے تحت مین کہ فرمایا آنحضرت نے لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطراء لکہاہے آپ نے
حتے تمنعوا امثالہم من اہل المعصیۃ وان لم تنہوا من افعالہم تستعوا انتم عن موا ساتہم ومکالمتہم ومجالستہم یعنی یہانتک کہ منع کرو تم اونکے امثال کو اہل معصیت مین سے بڑے کامون سے اور اگر باز نہ آوین وہ لوگ ایسے کامون سے پس باز رہو تم اونسے ملنے اور کلام کرنے اور اونکے ساتھ کہانے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیحین مین آیا ہے اہل کتاب کے برتنون کے باب مین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فان وجدتم غیرہا فلا تاکلوا فیہا وان لم تجدوا فاغسلوہا و کلوا فیہا پس اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کہاؤ تم اہل کتاب کے برتنون مین اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو دہوؤ تم اون برتنون کو اور کہاؤ اون مین معہذا جبکہ کہانا کہانا یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس ملک مین شعار ہے اوس قوم کا جو اونکا دین اختیار کرین تو اس ملک مین اونکے ساتھ کہانے مین تشبہ ہے ساتھ بد لنے والون دین اسلام کے اور تشبہ اونکے ساتھ شعار مین حرام موجب دخول وعید من تشبہ بقوم فہو منہم مین ہے بلکہ تشبہ بعض شعار مین باعتبار ظاہر شریعت کے کفر ہے جیساکہ شرح مواقف وغیرہ کتب کلامیہ مین تصریح اسکی موجود ہے اور حضرت عیسے وحضرت موسے کے ماننے سے باوجود انکار رسالت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے اور شرکت کے ساتھ آپ کی اخوت یعنی بہائی ہونا اہل کتاب کا ساتھ اہل اسلام کے ہرگز نہین ہوسکتا اور استدلال مولوی محمد فصیح کا اس آیت سے ۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم ۔ یہ ہے کہ اگر ہمارے عیسائی بہائی ایک جگہ بیٹہکر اپنی اپنی رکابیون مین یا پیالون مین کہاوین تو جائز ہے اور فرمایا ہے مولوی محمد فصیح صاحب نے کہ معتقد حقیر کا یہ ہے کہ کوئی حلال کو حرام نجانے اسواسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویساہی حلال کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے الخ اس سے صاف ثابت ہوگا عقیدہ مولوی محمد فصیح صاحب کا کہ جو شخص یہود و نصاریٰ کے ساتھ بیٹہکر کہانا کہانا حلال نہ سمجہیگا اوسپر کفر لازم آویگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ مولوی صاحب نے دوسری آیت قرآن کو ملاحظہ نہین فرمایا کہ فلا تقعد بعد الذکرے مع القوم الظالمین یعنی مت بیٹہہ تو بعد پہونچنے نصیحت کے ساتھ قوم ظالمون کے جبکہ بیٹہنا ساتھ انکا منع ہے تو بیٹہکے کہانا پینا ساتھ جو معنی وارد اور طعام کی لفظ سے آیت مین مراد ذبائح اہل کتاب ہون خواہ مطلق طعام تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا اور بات ہے اور کہانا پینا ساتھ بیٹہکر اور مخالطت رکہنا ساتھ اہل کتاب کے اور بات ہے اسکے ساتھ عقیدت پر بہائی ہونے یہود و نصاریٰ کے جیساکہ مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا ہے تو ۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم ۔ کے مورد مین حضرت مولوی محمد فصیح صاحب داخل ہونگے جسکی تفسیر کشاف وغیرہ مین یہ ہے کہ فانہ من جملتہم وحکمہ حکمہم اور ایک پیرکے ...

بعون صانع ملک و مکان و فضل خالق زمین و زمان



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع ہو کر شائع ہوا

س ح ں

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ o وَنُصَلِّیْ عَلٰی اَشْرَفِ اَوْلَادِ اٰدَمَ لَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ
بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ o وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ یَفِرُّ الشَّیَاطِیْنُ مِنْ ظِلَالِہِمْ فَجَعَلُوْہُ کَالتَّمِیْمِ o
اَمَّا بَعْدُ خاکسار ذرہ بیمقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ ان زمانا جناب سی ایس آئی
سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن و حدیث و جمہور اہل اسلام کے
ایک تقریر جدید لکھی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہی
اوس تحریر کا نام سرگزشت آدم رکھا ہے گویا زبان آدم خیال سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی
ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پا سکین اور بعد
شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکھا کہ وجود سے ہمیشہ
وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے
میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور ہین او

مخالف ہون اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہون اسلئے **قولہ** اور محمول کرنا اوسکو امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظون کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت و حقائق بھی صراحتاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد اسلامیہ یونانی حکیمون کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیون کی سی شریعت ہوجاوے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نرہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصراً اس تحریر کو دیکھکر جناب سی الیس آئی صاحب بہادر نے پہر اصرار اپنے ہی خیالات پر کرکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے دوست کو کشان کشان پہر اپنی طرف لولایا۔ غنیمت نہ سمجھے کہ مولوی سید مہدی علی صاحب نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹہرایا۔ اور اونکے عقیدے کو مخالف شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بنایا مگر ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اب میرا ارادہ ہے کہ بخوبی ثابت کردون کہ تفسیر بالرای جناب سی الیس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور خیالات اونکے باطل ہین لہذا پہلے خلاصہ تقریر جناب موصوف کا لکہتا ہون وہی ہذہ آدم خیالی سے جناب سید احمد خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے جواب ملا کہ یہ تو مین نہین جانتا کہ مین کون ہون مگر میرا نام آدم ہے بس پہر کیا گذری رج مین نے اپنے تئین اسی دنیا مین پایا مگر یہ نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا مین دیکہے مین سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہین اوسی طرح مین بہی بنا ہونگا مگر دل گہبراتا تہا ایک دن مین نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی صورت کی چیز دیکہی ہم دونون ایک دوسرے کو دیکہکر خوش ہونے لگے مین نے پوچہا اوا تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہائی یہ تو مین نہین جانتے کہ مین کون ہون جو تم ہو وہی مین ہون مگر میرا نام حوا ہے مین بہت خوش ہوا اور تالیان بجاکر خوب اوچہلا کودا اور اوپر کو دیکہکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گاتے اور نہایت ذوق شوق مین یون چلایا آؤ آؤ اری آؤ اری آؤ اری وہ جو نے اری

و جو ہوا اوس میں وہ جو بیگانا ہی وہ بیگانا ہی وہ جو تو ہے اری وہ جو تو ہے میرے شکل لے اوس نے اپنا
خدا نے میرا شکر لیا اب تم اوسی برکت کے پہل پہول ہو مس دادیجان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوکر
بہی سیلے کی پوچہتے ہین آج میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بیگانا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کہ تمام پہل پہول ٹہنی پتی چہپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہے کہ اپنی قدرت و
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے صانع کو
پہچانتا ہے — تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
حاضر تہین جس کام پر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین
کرتی تہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے نشا مین تحریک دیتی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر فتح
پانا میرا کام ہے مگر وہ بہی جانتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی جو کمال و وبال انسانی کی باعث ہے اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست سمجہ مین آتی تہی مگر میری طاعت مین کبہی تہی خدا نے
مجکو ایک جگہہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی — تمام قوتین جو مجہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہ مین
تہی مگر میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین وہ کام
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبہی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہ پر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہوں بیشک مجہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ برائی

دشمن بھی لگا ہوا ہے اوس سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چھپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک بد سمجھ اور اپنا کام کر - پہر مین سمجھا کہ خدا کی نشانیان اور ہدایتین ہمارے
ساتھ ہین اونمین کو سمجھو اور ہدایت پر چلو مگر یہ سمجھ مین نہ آتا تہا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھ مین ٹیڑھی ہوگئی ہے اوسی کا سیدھا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الایۃ - پہر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کردیا اور غرشتی خل ہی مجازی رہے
- اور ہمارے اور تمام دنیا کے سمجھ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے - اونہون ملکی قوی کا نام فرشتہ رکہا ہے اور اوس دشمن و بدنما
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھ مین تہی پر میرے کام مین نہ تہی درخت اور اوس وقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لایق ہوا اوس درخت کا مزہ چکھنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم وحوا کا نکالا جانا بیان کرکے فرمایا ہے کہ پہر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا - فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچھ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے - پہر خدا نے آدم کو سب چیزونکے
نام بتاے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دیے پس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم وحوا کو پہلے پیدا کیا پہر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا آج بیٹا تمنے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم - اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بھنگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پہر اوسکی صورت بنتی ہے پس جب قوی ہم مین موجود تہے اونمین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تہین ہیچ انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونیکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجھ مین نہ آیا - جب اس زمانہ مین ہی تم اوسکو نہ سمجھ سکے تو موسیٰ کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجھ سکتا تہا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پہرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکر سنر اڑا اور ربط اڑانے دو جون تک سے لول مجہدلیین ۔ مرکب پیر جب معد چیرون
ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہوجاتا ہے مثلا بہت سی گرم وسرد وخشک وتر دوا اون
ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان
ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی اسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی
اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے
تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تھے اسی طرح
اونکو بیان کیا گو یا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین جس دادا جا
یہ بات تو ہماری سمجہ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہوگیا کہ بعض
روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے
بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکھی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی
سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف
بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا
ہوتی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی
کی مخرج ہے فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع
و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے تم اون افعا
کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پیر کرتے بھی جاتے
ہو وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے پس قال فبما اغویتنی الایہ ہی کیا مراد ہے کیا مذا شیطان
کا شیطان تماج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی
کی قوۃ خود خدا نے اوسمین رکھی ہے اور اوسکا بیکار ہونا انسان مین خدا نے ایسے قوی بھی رکھے ہین
جو اوسکو مطیع کرسکتے ہین اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کر پھر یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور
خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی
بھی شکل تمہارے جائز الخطا ہونے جسقدر مجکو دی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے یہ

باتین ہین سنے وحی سے نہین کی ہین بلکہ خود اپنے ہین اور تم مین دیکہ کی ہین پس شیطان کو آگ سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین ج تمام قوی بہر چند ہین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علیحدہ ہے اور مردود ٹہہرنا ہے اور تمہارے قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین اوس تمام حرارت کا سر جوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سبسے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین سے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے س جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بڑیا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ علم کے لیے عقل کا ہونا ہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال مین لانیکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجرہ ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے س وا وا جان یہان نڈہری مشکل پیش آتی اسلیے کہ انسان کا چہوٹے پنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ مخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہانیکا اور خدا کی نافرمانی کرکے گنہگار ہونیکا کیا مطلب ہے ج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اور اوسکو وہی باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ مختار ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالی کو یہ بات بتلانی تہی کہ جو قوی انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک و مختار ہے اور انکو جسکو خود کام مین لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قوی پر جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکو استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور جو کہ اوس

حالت تک پہونچنا اور عقل وتمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا — السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی
بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جوکچہ اسوقت تم انسان کی حالت دیکہتے ہو اچہی یا بری ہما
کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے
کہ بے ہوتے رہ ہی نہین سکتا جو شخص جوکچہ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو کاتا ہے
انبیا یون فرماتے ہین انا نبی وآدم بین الماء والطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید
آدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی وآدم بین الماء والطین اور ہمارا
یہ قول ہے کہ انا احمد وآدم بین الماء والطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالیٰ نے اوسمین
رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوائے
بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوائے ملکیہ کمزور ہون کمزور قوی کو بیکار نہ چہوڑے اونکو بہی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین سن دادا جان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بہی ان حقایق ومعارف کا بیان آپ کی زبان سے سنا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تہے مگر یہ تو فرمایئے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکے
نام سکہانا کیا معنی — سچ بیٹا زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکہہ لو کہ خدا کی نیابت کسکو
ہے کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہے قوی جسقدر رکہے ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بہی کر سکتا ہے اور بدی بہی پس خدا نے اس مقام
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو
نائب کرنے کی وجہ کو بہی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کر سکتا ہے جہان فرشتون کا بہی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہے

اوس سے زیادہ ترقی کی آموختنی نہین ہے وَالَّوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا تمام خدا سنے آدم کو تمام
چیزون کے نام اس طرح نہین سکہاتے تہے جس طرح اَتا بچے کو سکہاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا
سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرتا ہے اور اسی سے مراد ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچہ نہین بتائی صرف اسماء بتاتی ہین نہ حقائق اسیواسطے
لفظ اسماء کا فرمایا ہے — اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی
کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکماء نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت نے زبان حال سے بیان
کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قویٰ کو جو خدا نے
اوسکو دیتے ہین کام مین لاتا رہے اوس طرح جسطرح کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس
مرضی کو انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالیٰ نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ انتہی محصلا و مختصرا مضمون خط
مصنف بنام سید مہدی علی صاحب — میرے پیارے مہدی — ایخیال
کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچہ بیان نہین
ہوئی — البتہ ہم اوسکے کچہ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہین بڑی صفت
اوسکی جو بمنزلہ ذاتیات کے ہے اور اوس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغوی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ تا قیامت مغوی للانسان علی المعصیۃ ہے
کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین
ہمارے خون کے ساتہ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشَّيْطَانُ
يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین خواہ نماز کا وجود
موجود فی الخارج سمجہو یا نہ سمجہو حائل ہوتا ہے کما روی عنہ صلعم الشیطان حائل بینی
وبین صلوتی پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائے
ہین اور اوسکے مراد لینے وجود مستقل کی ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے
وجود خارجی ثابت نہو سکیگا — اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے

تبلائے مین ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستہ سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکہہ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتہ مین اور اپنا ہی گال لال دیکہتے ہین ۔ کتاب و سنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصراً خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علی صاحب
میرے پیارے مہدی ۔ مین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ بہی ایمن نہین اب سمجہے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچہ باہر نکلے خالص بے میل ہو
پس آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکہنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا
ہے کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرْ اوسکے پیرو ہرگز نہووین ۔ مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی سوی الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے ۔ اور پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہسکتا کہ تینون جگہہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صوت
و الفاظ سے کوئی یقین نہین کرسکتا اور خالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے ۔ پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم و شیطان و فرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ و حکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہ جائیگا و ماہو الا نا المہتی یا پہر لفظ شجر کا ہی
کیا حقیقت مین وہ للو مالی اور کلو کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جائیگی و ماہو الا نا المہتی زرلی کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوئاتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

[illegible]

شرمگادت گستہ برنج وغم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزمان ہو مفسروں اور ترجمہ نویسوں کی ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے ۔ کیا لفظ سوءۃ کے اور معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلۃ القبیحۃ ۔ زوال حرمتہ فی التفسیر الکبیر بدو العورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم ہو ذہاب منصبہ لخ اور کیا یہ لفظ ان معنون مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے — یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما ای لباس التقوی بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر لیریہما سوآتہما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما) انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون ان سب آیتون مین تشبیہ و استعارہ ہے لیکے حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علما نے تسلیم کیا ہے وما ہو الا انا انصفتم لی بہائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قران کے یہ معنے لیے جاوین کہ جب آدم و حوا نے گیہون کے درخت کا پہل کہایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکہائی دینے لگے تو یہ مجبوری کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ عالم بالاسلام سے حضرت کو بہکٹر بولنے ہی نہین آتے چہ جای خدای — کہا گیہون کا کہانا اور کہا اعضاء مخصوصہ کا دکہائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجہا جاتا ہے پس اگر وہی معنی ہون تو خدا مین اور فرشتون مین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہتیارون سے تو تو مین مین ہوئی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑہے ہین اور جب زیادہ حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو ہیر آیات کو نصوص کہنا نہ چاہیے یہ سب مضامین نیچریہ مین روحانی تربیت حاصل کرنی ہے جسطرح شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی سینچ مثل شیطان کی دم کی لیکر لاحول پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرل ہسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قرآن سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصلحتا یہ اصرار ظاہر نہین کیا

البحث الثالث فی السوأۃ فرج الرجل والمرأۃ وذلک لان ... قال ابن عباس ...

اب وہ زمانہ نہین رہا۔ حقائق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہین لا ادری لعدیا کا نہین
ہے اب کسی زمت کے وقت تیسرا خطا آپکو عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھونگا
انتہی مختصراً ومحصلاً **اقول وباللہ التوفیق** جناب نوبہر ثانی نیچرل اسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم وخیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
وکتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہین کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قوی ہین سب خادم نفس انسان ہین نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے نہ بجز
وسوسہ وعداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جدا ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سر سے تمام خیالات باطل پھر جاینگے۔ اگر یہ معنی مشتملہ شرعیہ ہین تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہین قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی واحادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ وسباق وسیاق وتبادر اذہان وطریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمسے یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب ہے البتہ اگر خبر ہم بھی تلو
مان لینگے اور آپکی شبہات کا جواب کتاب سنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ منع
مانع نہین ہین بلکہ اسقدر دعوی ہے خود ہی مدعی ہین کہ ملائکہ سے مراد قوای انسانی ہین اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جبکا صرف اغوای انسان ہی کام ہے
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالرای اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہین تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ محض
تحکم ومکابرہ بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کرسکین وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لائق نہین ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہین۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۰۱ مین سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کرکے مطابقت توریت سے کی ہے

بلکہ دو نہرین چھوٹی دو بڑی اوسکی جڑمین سے جاری ہوئی بہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق دعوے کے نہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے معنی شجر مذکور کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑمین سے فرات اور نیل وغیرہ کہان سے آئینگے اور مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لامحالہ تاویل علیل سے کچہ کام نہین نکلےگا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمائیے کہ بخاری کی حدیث المعراج کو کیا سمجہ کر حجت ٹہرایا تہا جسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے — رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرۃ المنتہی کہا یا گیا اوسکی جڑمین (یعنی جہان وہ ہے) یہ لفظ یعنے جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر قیاس کرین) چار نہرین ہین دو نہرین چھوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے پہر کہا اونہون نے کہ چھوٹی نہرین باغمین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور نیل بلفظہ — اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چھوٹی اور بڑی اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے الگ ہوئی اور ہوئین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل سے پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان متعلق باغ عدن کے ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جدا

[illegible]

از قبیل دو ہی بہنو دار الثواب تا تقسیم کرین الخ القول الثالث وہو قول جمہور ان ہذہ الجنۃ ہی دار الثواب الخ ۱۲ منہ

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لامحالہ جو کچھ جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبروا ولا تکن من الغافلین علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس البصر شرط ہے بلکہ جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کر دی ہے کہ ہم اسکو اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ ہمارا یہ قول ہے کہ لا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ○ جب صاف وصریح وجود ابلیس کا قران شریف واحادیث میں ارشاد ہو گیا ہے اور اسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کر سکتا ہے جو ہم اغوا حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات واحادیث پر کمر باندہیں اور ایسے فلسفی منکر نہیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو بہ حس نہ کر سکیں اوسکے وجود سے بھی منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قران شریف معاذ اللہ معما ہو جائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام حلال وحرام ومعاد وغیرہ بھی ایسی نہ رہیگی کہ معنی مجازی ساتھ تاویلات وتخیلات کے قایم نکردی جاویں ۔ کما یعلم الطلبین الجہلہ ۔ اس مقام پر مجکو یہ بھی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون تسلیم فرماوینگے پھر تو اونکی مقررات میں سے کتنی باتیں خود باطل ہو جاوینگی لہذا اسکا مختصر ادہ حدیث معراج مشکوۃ شریف سے نقل کی جاتی ہے عن قتادۃ عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ اسری بہ قال بینما انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجعا اذ اتانی ات فشق ما بین ہذہ الی ہذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من ذہب مملوا ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل وفوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت

عليه فانطلق بي جبريل حتى اتى السماء الدنيا فاستفتح قيل من هذا
قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا
به فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك
آدم الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الثانية فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
الى السماء الثالثة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الرابعة فاستفتح
الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الخامسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
حتى اتى السماء السادسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي الى السماء السابعة
فاستفتح الى قوله ثم رفعت الى سدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر
واذا ورقها مثل آذان الفيلة قال هذا سدرة المنتهى فاذا اربعة
انهار نهران باطنان ونهران ظاهران قلت ما هذان يا جبريل قال
اما الباطنان فنهران في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع
الى البيت المعمور ثم اتيت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها وامتك متفق عليه

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق توریت میں ساتھ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوئے
تھے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پھر چیرا اوسنے گلے سے
حلق کے زیر ناف تک پھر نکالا دل کو پھر دھویا حضرت نے کہا لایا گیا پھر
لگن سونیکا بھرا ہوا ایمان سے پھر دھویا گیا دل میرا پھر بھرا گیا دل میرا پھر اصلی جگہہ پر رکھا گیا اور ایک
روایت میں ہے کہ پھر دھویا گیا پیٹ یعنی اندر کی چیزیں زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا ایمان و
حکمت سے پھر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا
براق رکھتا تھا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پھر سوار کیا گیا میں اوسپر پھر لیگیا مجھکو جبرئیل یہاں تک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کے پھر کھلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانوں سے اونہوں
پوچھا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ میں ہوں جبرئیل کہا اونہوں نے کون ہے تیرے ساتھ کہا محمد صلعم

انہین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آتے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے مرحبا محمد صلعم کو پہر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پہر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی آدم سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سے کرتے ہوئے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک پہونچے جسکے پھل ہجر مشکون کے برابر تہے اور پتے اوسکے ہاتہی کے کانون کے برابر تہے ناگہان وہان چار نہرین تہین دو نہرین چھپی ہوئی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چھپی ہوئی بہشت مین ہین اور دو نہرین ظاہر نیل اور فرات ہین پہر کہا یا گیا مجکو بیت المعمور پہر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پہر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجہے کہ یہ تیری فطرت اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ ـــ اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا اور تعین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اونمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا پہر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی تبئین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم الحقیقت ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہوگیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بہی کلام نرہا اب جو سوائے اسکے تشبیہات واستعارہ ومحاورات متعلق وجود افلاک وبیت المعمور وبراق وانہار جنت وشق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچھ چارہ نہین رہا تو یہ ہمکو جناب مخاطب خدانخواستہ ایسے متعصب نہین رہینگے کہ حق پسندی کو چھوڑ دینگے غالبا اپنے اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات وحدیث کو ہرگز معما وچیستان نہ بناوینگے انشاء اللہ تعالی

ـــ اور اب ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی تفصیل آپکے یا کسی کے مشاہدہ مین آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین دیکھی ہے شق اول اگر ہے تو ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور المشجرۃ الملعونۃ فی القرآن
بہی کہا آپ نے دیکہا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے **فائدہ** مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب نیچر مآب جب کوئی مفر نہ دیکہینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہاپن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچہ فرماتے ہین وہ
بسر وچشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بہی موجود ہو اور خود بدولت نے بہی اوسکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکر لیا ہو۔ راوی معتمد سمجہکر قرآن وحدیث سے اعتراض کرنا جائز ہے
لامحال یہی ارشاد ہوگا کہ سترگلیلیو جو کچہ لکہ گیا ہے آسا بہ اور بے تکلف حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے۔ اور تبیین الکلام کے اقرار سے بہی دور بہاگین گے۔ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکہتے ہین یعنی جسقدر علم ہندسہ
سے قرب وبعد باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعا تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پہر بہی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتہ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود سترگلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تہا جب شمستون کی غلطی دیکہی تو گہبرا گیا تہا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تہا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے تو محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو ان لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوئی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الہی واحادیث نبوی سے
ہاتہ دہو بیٹہنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آئندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہو جاوین اور یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کی
کی گئی ہے کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر اہل یورپ کی
مرضی پر جدہر وہان کی ہوا پہرے اودہر یہان ایمان بہی پہرنے لگے مین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین گے کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بہی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اعلی مین پیش کر کے دکہا دون باب نہم

کتاب ابطال ہیئت الہیئت مولفہ مسٹر جمیس صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب نے بنام ولسر کے مورخہ ۴ ستمبر ۱۶۱۲ عیسوی لکہا ہے صفحہ نمبر ۱۲۱
باب ۲۲ امین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی ہے کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ساتہ ہین لیکن ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول مین پائی گئی
یعنی زحل ستارہ بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہ یہ لکہتا ہے کہ نسبت ایسے تبدیل
عجیب کے کیا کہون کیا یہ دو چہوٹے ستارے مثل لقا وا آفتاب کے معدوم ہو گئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ بیت محض وہمی و فریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجہکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آ پہونچا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو محض
معاذ اللہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سنوکہی ہو گی
ایسے پہر جانے ہو جاوینگے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین اسباب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرا دیا
ہے انتہی محصلہ مسٹر اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرائے
گئے تہے بعد چوالیس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نورانی ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہو جاتے ہین اور گفتگو ہی ور
دوم بحث علم ہیئت ترجمہ کتاب سوال و جواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
سیقی فلک ثوابت کا بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ بلفظہ و اصل معنی کے برعایت الفاظ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہ سے نہین ہلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع ایس کے ایک ہی جگہ ہمیشہ قائم ہین
یعنی انکو مقابلہ سیارات کے جنکی جگہ بہ نسبت ثوابت کے اور بہی بہ نسبت شمس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال جیسے شمالی دن کو قطب شمالی کے معلوم کرنے مین مدد ...

پانے سے وقت کم ہوگی ہو اب مین اوسکو اور دوسرے ستارون کو جو سب گذشتہ مین بنا سکے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی دوسرے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
مین کو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باد داشت و ایام مختلفہ بلا تبدیل معلوم ہوسکتے ہین فقط
اتنہو ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہین
ہے اور وہی خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے تجربات سے شرماتے ہین اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہین کہ اثبات حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے ہین جبکہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ثمر الیقین ثابت نہین
کیونکہ منطوق آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی سے اعتراض کیا جاوے کہ تمکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکماء جدید کو وجود و اجرام افلاک مین زیادہ تحقیق نہین ہے وہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمکو دوربینون کے
ذریعہ سے اثبات نظر نہین آسکتے ہین اسواسطے ہم اونکے وجود کا یقین نہین کرتے ہین لیکن ہم یہ کہتے ہین
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین کہ پہلے بہت سے ستارے
ستارے دوربینون سے نظر نہ آتے تھے جو بعدہ معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بھی نظر آنے لگین تو کیون نا امید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہین شعاع
اور چمک دمک نہین رکھتے ہین جو مثل ستارون کے عکس اونکا آنکھ مین پڑے دیکھو ہوا اگرچہ جسم لطیف
شفاف نہین ہے تو بھی دوربین سے نظر نہین آتی تب پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہتے ہین کہ ہم ایسا ضروری نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف مین قطعیا
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے یا فی نفسہ علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے اور بعض فلاسفہ خطا کا سکتے بھی نہین ہین دوم اسوقت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آئندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے ستارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہون اور فلک کی حرکت کے تابع نہون ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن مین کہان مذکور ہے چہارم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالہ عقلی نہین ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کر گردش کرے دونون حالتون مین اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم کی اور کمی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان رہیگی اور پہر جب قرآن مین زمین کی حرکت و سکون کا ذکر نہین ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن مین آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان مین ثوابت جڑے ہین اور وہ خود مین مساکن کے گرد ۲۴ گہنٹے مین گردش کرتا ہے جائز ہے کہ ثوابت جڑے ہی ہون اور زمین پورب سے پچہم کی طرف اپنے مرکز پر گہومتی رہے اور گردش افلاک متغائر گردش زمین نہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہون اور محدد جہات ٹہہرین اور تمام کواکب سے فوق رکہتے ہون جہان تک دوربین کام نہین کرتی ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول مین قمر اور چہارم مین شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن مین نہین آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آئندہ غلط نکلے جیسے ہزارہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازون نے غلط بتادی ہے کیا آئندہ دوربین سے دیکہنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے جو ہم فلاسفہ جدیدہ کا منہ تکتے رہین اون سے پوچہ پوچہ کر قرآن کے معنی بدلتے رہین الحاصل مجرد وجود افلاک کا اور آنکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت جصص کرہ کے کواکب کا تشکل بروج واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل انشقاق و انفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہین ہے کہ بعد تسلیم ہیئت جدیدہ کی بہی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خوانخواہ پڑی یا قرآن شریف معاذ اللہ غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن مین گہومنا سورج اور چاند کا بہی مذکور ہے مین یہ تو مخالف ہیئت جدیدہ کا نہو ہم کہتے ہین ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہین ہے قدیمہ سے تو اب کچہہ بحث نہین ہی رہگئی جدیدہ اوسمین ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش ایک مقدار معین کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے مرکز پر گہومتا ہے پندرہ روز مین اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند داغ سیاہ جو اوسکے

جسم میں ہیں پندرہویں روز نظر آتے ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظام شمسی کے تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بسبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہیں پہونچا ہے بہر حرکت و دورہ شمس کا ہر حال میں مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گھومنے میں اختلاف ہے اور کثرت رای علماء کی طرف گئی ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا کسی طرح غلط نہیں ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے ـــ چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لایق نہیں ہے مانحن فیہ دوسری بات ہے لہذا اول تا آخر علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا موقع نہیں ملا ہے انشاء اللہ کسی علیحدہ رسالہ میں بشرط فرصت لکھنے کا ارادہ ہے ـــ اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہوں ـــ کہ جناب مخاطب کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ بعد تصنیف تبئین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا دیا ہوا وغیرہ مراد لی سکن گو اپنا مذہب بھی بیان کر چکے ہیں کہ آسمان سے مراد پہیلا و ہے مگر خود ہی یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ہوا اور کواکب سے علیحدہ خدا نے افلاک بنائے ہیں جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محضہ کو فلک ٹھہرانا محض تحکم ہوگا أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ ـــــــ اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا و صدقنا کیونکہ پکار رہنگے خود تو یہ فرما چکے ہیں کہ کتب سماویہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور توریت کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہیں اب میں تبئین الکلام کے صفحہ ۲۳ کی عبارت لکھتا ہوں وہی ہذہ ـــ جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر ہوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور یہی مذہب ـــ عالم شہادت پیدا ہونے میں ہم مسلمانوں کا ہے انتہی بلفظہ ـــ اب میں عبارت انگریزی مستدلہ اپنی بعینہ لکھتا ہوں ؏

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123

Copy of Galileo's 3rd letter to Welser, Dec 4, 1612

What is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of the solar spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances illusion or fraud with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time come to revive the well nigh withered hopes of those who guided by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existence. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev J Joyce,

Astronomy. Conversation II, Page 103.

Ja.—But do they never move from their place.

Fa.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star, but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

Conversation III, Page 104.

Fa.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

Ja.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

Fa.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گھومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پہر بہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع ومانع کسی دوسرے رسالہ مین لکہہ سکتے ہین الا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکما جدید کے نزدیک
(جو حرکت ارض کے قائل ہین) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب
ومغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور گروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب وبعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتے ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بنسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنے
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کیفیت سرعت وبطو حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لادے اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دے بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور
پہر شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و
چمبر صاحب و نوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا ہی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر تک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا ہی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ ثابت

نہو سکے کہ حرکت سیر روزانہ پورب کی طرف پچھم سے ابتک غیر مخدوش ہے ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ
جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا اوسپر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی
ہیئت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہہ لینگے کہ حرکت
روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر
صحیح ٹہریگا فتدبر ۔ الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بُعد مجرد یا پہلاو کے لیتے ہین
اونکو اوس مضمون کے طرف بہی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے
یَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ الآیۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا پہلی
ہیئت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکہاوین اوسکے بعد قران مین معنی پہناوین
اور آسمان و زمین کے قالب ملاوین ۔ علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر
قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدید نے
بیان کئے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محض قایم کیے ہین
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا
اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت ۔ یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ
مین الخیالات ابتک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی
جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور ادلہ اثبات ہیئت جدیدہ کے
اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قران شریف مین شک آویگا کما لا یخفی من لہ وجدان سلیم
اور مخفی نرہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹہٹہوں مین
اوڑا دینے کی گنجایش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے
اب مین اپنی اصل مبحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی
فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قران بنا لاوین تو ہرگز نہ لا سکینگے اور یا معشر الجن
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو داسطے

مساوی آیا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوئے اور جنکی بابت
اور حقیقت بہی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت مین مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار متعذر ہے نہ مجھکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کی منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرانی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بہی پڑہ دونگا اور ادرکی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بہی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی نار کی
ہے جیسی کہ انسان کی طین سی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائیکہ کا نور سی ہے
اور جن کا نار سے اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بہی کوئی سند چاہیے تو مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکا لکھے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ
اتہو کچہ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تہے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تہی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بہی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہی اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے۔ اور اسمین
بہی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین۔ اور انسان یا حیوان
کی شکل بہی بنا سکتے ہین بلکہ ملائیکہ بہی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تہی کہ ملائیکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بہی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجا لاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چہوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بہی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قرآن و حدیث سے
ہی نے اخذ کیے ہین غالباً کوئی انکار نہ کریگا۔ ہان اپنی پرورش سخن کی لیے اگر جناب مخاطب انکار
فرماوین تو مجبوری ہے احتیاطاً چند آیات بینات لکہی جاتی ہین۔ اولاً حضرت سلیمان کے
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

مَن یَّعمَلُ بَینَ یَدَیہِ بِاِذنِ رَبِّہٖ وَمَن یَّزِغ مِنہُم عَن اَمرِنَا نُذِقہُ مِن عَذَابِ السَّعِیرِ یَعمَلُونَ لَہٗ مَا یَشَاءُ مِن مَّحَارِیبَ وَتَمَاثِیلَ وَجِفَانٍ کَالجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِیَاتٍ الآیۃ
دوم جن کا استراق سمع کے واسطے بر سما آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وَاَنَّا کُنَّا نَقعُدُ مِنہَا مَقَاعِدَ لِلسَّمعِ فَمَن یَّستَمِعِ الاٰنَ یَجِد لَہٗ شِہَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الایات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بیان کی ہے چنانچہ ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ شیطان رجیم بھی ایک نوع ہی جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اولا صاف صاف قرآن مین آیا ہے کان من الجن ففسق عن امر ربہ
دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تھے اوسی طرح انکی نوع مین سے شیاطین بھی خدمات لائقہ متعلقہ انکی بجالاتے تھے چنانچہ قرآن مین موجود ہے ــ وَمِنَ الشَّیَاطِینِ مَن یَّغُوصُونَ لَہٗ وَیَعمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِکَ وَکُنَّا لَہُم حَافِظِینَ ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگا کر اشیا بحری کا نکالنا اور اسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین اونہین مین شیاطین بھی ویسا ہی کرتے ہین چنانچہ خدا اسلئے فرماتا ہے وَلَقَد جَعَلنَا فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا وَّزَیَّنّٰہَا لِلنّٰظِرِینَ وَحَفِظنٰہَا مِن کُلِّ شَیطٰنٍ رَّجِیمٍ اِلَّا مَنِ استَرَقَ السَّمعَ فَاَتبَعَہٗ شِہَابٌ مُّبِینٌ پھر دوسری آیت مین آیا ہے وَجَعَلنٰہَا رُجُومًا لِّلشَّیٰطِینِ ــ چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کر دیا ہے خَلَقتَنِی مِن نَّارٍ وَّخَلَقتَہٗ مِن طِینٍ فائدہ یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار بسبب نورانیت و[illegible] سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو مادہ وجود آدم

خصیات ہولی جاہیے اور سب بے تکلف انا خیر منہ کہنے لگا علاوہ

ہوا ہے واللفظ اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل اور فرد کامل نہ حقیقی ہے
نہ مجازی لیس اہل جناب مخاطب کے خلاف تبادر اذہان و اصول و سیاق و سباق آیات
و محاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی — انتہی یہ ثابت ہو گیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے
جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا — فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال
کے ابلیس کو ملایک میں معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اور نیز
سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید
مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہیں ہے تو وجود خارجی ابلیس کا
بھی احتمال مذکور میں ماننا پڑیگا اور پھر بھی قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھیریگا اور جب وہ ملایک
نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی ٹھیرنگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہیں
ہوتا غایت مرتبہ وہ شبہ استثنا متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے
بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو البتہ شمول ملائکہ میں حاصل تھا کہ گویا اونہیں میں معدود کیا گیا تھا
تفسیر عزیزی میں بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے اور دیگر مفسرین نے بھی طرح
طرح سے جواب لکھا ہے — اور استثنا منقطع بھی جائز ہو سکتا ہے — اگر اس مقام کی
بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی ملاحظہ کریں
حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین اظہر الالوف من الملائکۃ مغمورا
بہم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منہم استثناء واحد منہم ویجوز ان یجعل منقطعا
بلفظ ترجمہ یعنی ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر ان میں ملائکہ کے ملا تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیبا
فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنے کر دیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا
نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا وجیہ ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی قابل تسلیم ہو چکا تو
اب ضرور ہے کہ مطابق آیت الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء اور بھی آیت
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر
ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب حزب جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے پر اوسی دشمن دغاباز شیطان
کا کام ہے جو عدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاؤنگا اور کافر مشرک بناؤنگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبری ہاذ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ یعنے پہلے تو شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے مین تجسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجے کہ قوت بدنی
جو خواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنا کر اوسے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
لذت طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے
ہین پنجم قران مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنی سے پہلے لامحالہ وجود خارجی
جن اور اوسکے اقسام کا ماننا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکہ صحیح ہوگا ششم
قرآن شریف مین ہے مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ
وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا الآیہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا اور خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری تہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے ہفتم قرآن مین بہت آیات سے ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عبد الطاغوت
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے یَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باپ میری مت پرستش کر شیطان کی بیشک شیطان ہے خدا کا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۃ بدنی کی پرستش نہین کرتا تھا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت توہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بہی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۃ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکر مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہونا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو پاس
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا تطابق قوۃ مخترعہ پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنے گہبرالے جسکو گہبرا سکے اونمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجہا کرلے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۃ بہیمیہ کی نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پہر بہی اگر حضور نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داود مین ہے عن عائشۃ رضہ قالت قال
رسول اللہ صلعم هل رؤی او کلمة غيرها فيكم المغربون قلت وما المغربون
قال الذين مشترك فيهم الجن بلفظه یعنے شیطان شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ انکو
کہیں دوزخ مین شیطان کریگا نہ قوای بسیطہ غیر محسوس سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملایک کے مامور ہوکر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا ہی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بہی پہر کیونکر قوۃ بہیمیہ مراد لیجاوے

وہ توصرف آدم کی دشمن ٹھرائی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اسنیے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تھی نہ پرائی روح کی تھی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمیہ جسمانی کا نہ کچھ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تھی بلکہ زوجہ کے ساتھ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجھا چاہیے پھر ایک ہی قوۃ آدم کو دونوں شکل دشمن
نہین ہوسکتی و من ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یَا اَبَتِ اِنِّیْ
اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا
یعنے حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آ لگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پھر تو ہوجاوے شیطان کا ساتھی غور فرمائیے کہ قوۃ بہیمیہ تو ہر وقت ساتھی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتھی ہوجانا اور نہ ہوجانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتھی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتھ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیونکہ شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہوجاتی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الٰہی مین آیا ہے
وَقَالَ الشَّیْطَانُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ
فَاَخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا
تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَا
اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ
اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمیہ کے
ساتھ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اسنے تیئن
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچھ ٹھہرایا جاوے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتھ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچالینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹھہر کر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجھتے ہین هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ لیکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع اپنا خدا کے یہان سمجھتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین پھر

کیا وعدہ کرینگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی ستوم ما کان لی علیکم
من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی کے متعلق علیکم
کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل
ہین نہ بعض اجزاے جسمانی اوسکے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم
فلا تلوموني ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان
بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کر دیا جو صاحب الہ بادی کی عبارت سے
تہمین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے
حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت
کرو جنہے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے
بچانے پر قادر نہین ہون پس ظاہر ہوگیا کہ شیطان اعدای نفس انسان ہے اور وہی
موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانیوالا
ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ ما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ
خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پرستش
کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی
اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم زور ہم معنی وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ
قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہوگی یعنے کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین
نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش شہوت مین کسی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت
جسمانی کو معنی نہ قوت خارج ہوگی اور بذریعہ وسوسہ کر شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی
قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین ہوسکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر
کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ محض کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا اوسکو
دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے
تو پہر کیونکہ با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی تو سارا
قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿﴾ کہان جائیگا فندبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی
وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس سے دو کے
سامنے قسم کہائی ہے اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون
آپ ذرا غور فرمایئے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹہرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو
بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہرکیف
سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کر دیا ہے تو اے آدم پر پس ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا
بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آپ ارشاد فرمایئے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لا کر حضرت
آدم کی قوت نے دادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کر دی
وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور بولا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا
اب یہان یاد کر لیجیے والعاقل تکفیہ الاشارہ ﴿﴾ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور
نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب
کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب و سنت سے باز آوینگے
ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سناتینگے **فائدہ** جناب موحد ملت نیچریہ نے تعصب
کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد
اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ بالکلیہ پر ہوا اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو
اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اور در پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات
کو مانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تاکہ تعصب
کی مراد اوسکو معلوم ہو جاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی طرف
دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے
باب العصبیہ عن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال
من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر الذی
ردی فھو ینزع بذنبہ بلفظہ یعنے جو شخص نصرت دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ
ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کوئین مین گرے اور دُم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد نقل کرنے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت
مین نقل کرتے ہین ۔ مشکوۃ شریف مین ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی
یقول یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت
بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنی بنی آدم جسوقت
سجدے کی کوئی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہاے
افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے
مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پھر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے
کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولا مامور بسجدہ ابلیس تھا جسکا وجود خارجی تحقق ہے اور جو
بنی آدم کو دیکھکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری
قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرا
قاری قرآن کو سجدۃ تلاوت مین دیکھتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ
نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے
اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود بھی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری
ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پھر اوسی کا ایک
جزو بدن رو دے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی
سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکھنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بھی
اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہوچکے ہین یا
ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہوگا دوم یہ بھی ثابت ہوگیا کہ سجدہ سے
مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی
قوۃ بدن کی اطاعت کے ٹہراتے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی
ہوتا ہے اوسی کو دیکھکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان
کا عین فاعل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکھنا اوسکا ثابت ہے پس وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہوسکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر محررہ جناب عالی سے
نہین ہوسکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ
ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نما شبکہ فاسخ حدیث بعدہ کو منون انصاف کرین کہ
ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ رویا کرتی ہے
اور ایسا خیال کرتی تھی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہی صحیح مسلم
مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط
یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک
تقول فی الصلوۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک
بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار
لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات
ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم
اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اھل المدینۃ
ف — حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ پر کسیکو نہووہ
تسخیر جن وشیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین
اسکا ذکر ہوا ہے — اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ
آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندھ رکھین الیا
کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کھیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کے چھوڑ دیا پس
وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا — اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء
ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناھم منہ منزلۃ اعظمھم فتنۃ
یجیٔ احدھم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا
قال ثم یجیٔ احدھم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

امرع ثم قال فيدنيه منه ويقول نعم انت قال الاعمش اراه قيلتم رواه مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کر کے آتا ہو پہر آتا ہے ایک اون لشکریوں مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچھ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہ چھوڑا یہان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو ہی اچھا ہے اور وہ ہی بلازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے — برای خدا
انصاف سے فرمائیے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس وجنود ابلیس کا درکار ہی ہے ایک حدیث تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے — اور مشکواۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانہا الحذف رواہ ابوداود اور
احمد کی روایت مین بہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو نمین فاصلہ نہ چھوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجھے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو — ہرگز کوئی قوت بہیمیہ صورت بنا کر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجل فقیل لہ مازال نائما حتی اصبح ما
قام الی الصلوۃ قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ
— یہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور وہ طاقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہوسکتا ہے ان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوۃ کی ملاحظہ فرماتیے ــ اور مشکوۃ مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل به قرینه من الجن وقرینه من الملائکة قالوا وایاك یا رسول الله قال وایای ولکن الله اعانني علیه فاسلم فلا یامرني الا بخیر رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے ــ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمسے (یعنے بنی نوع انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتہ ایک اوسکا ساتہی جن سے یعنے شیطان سے اور ایک ساتہی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اوسپر پہر وہ مطیع ہوگیا مجکو کچہ نہین کہتا مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوتی ہے نادرکیہ بلفظہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی سہو غلطی کی ہین اول اسلم کا لفظ جو حدیث مین تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتہ تہا بسبب عنایت الہی کے وعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہوگیا تہا سو بجاے مسلمان ہوجانے کے مطلق مطیع ہونا لکہا تہا کسی قدر قوت بہیمیہ پر تطبیق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا و رسول کا اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اسلم سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا مین بلکہ استعمال اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی ٹہہر جائیگی خصوصا کلام نبوی مین ــ کہ تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلوق فصاحت اور بداہت مین ہے پہیلی او چیستان بولنے کو رسول نہین آتے تہے ــ اور مخاطبین کیونکر قوۃ بہیمیہ سمجہے ہونگے

جنہون نے ایاک یارسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تہے کہ انسان کا ارتباط کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا بشر مثلکم حضرت کی بہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان متعین وقرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہرا منافی شان عصمت کسی قدر سمجہکر سوال کیا تہا اوسکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الامرین فکان یطوی الایام لایاکل حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذالک یطوف علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ انتہی مختصرا علی ما نقل عنہ القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم ان النبی صلعم کان یطوف علی نسائہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ انتہی بلفظہ **فائدہ** جو حدیث ہماری مستند ہے اوس سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے حضرت یہان تک محفوظ تہے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے مگر بہ سبب عصمت و حفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین ظاہر ہوگیا اور جو اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت کے اطلاق سے مبرا ہوا تہا یا واسطے تعلیم امت اور حفظ انہی کی ہے ایذای جسمانی سے مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر فافہم اور مشکواۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رأت ملکا واذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ

رأی شیطانا انتہی اس پر غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہیں کہ جس وقت مرغ بانگ دیوے خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے اور جب گدہا آواز کرے تو پناہ مانگو کہ وہ شیطان ہے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے نہیں معلوم کیونکر جناب مخالف قوت انسانی کا وجود خارجی بناکر اس قابل ٹھہرا دینگے کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکیں لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور بانگ کا ماننا پڑیگا کما

نقل ہے مشکوٰۃ میں ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذہب حتی یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلثین میلا

انتہی اگر وجود خارجی ابلیس کا تعین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسی قوت بہیمیہ کا بھاگنا کیا معنی رکھتا ہے اور کس عقلمند کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہوگئی ہے مشکوٰۃ میں ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوٰۃ فانہا تطلع بین قرنی الشیطان انتہی مختصرا ملتقطہ رواہ مسلم اور دوسری حدیث میں ہے ثم اقصر عن الصلوٰۃ حتی تغرب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لہ الکفار دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات میں شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے اور اپنا سر دونوں طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستوں کے کہ اوسکو سجدہ کرتے ہیں گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت میں سجدہ کرنا خداوند حضرت رسالت پناہ نے پسند نہیں فرمایا اور منع کر دیا تاکہ بلا ضرورت تنگی وقت وغیرہ کے کفر کی مشابہت ومماثلت شعار کفار عبدۃ الطاغوت وساجدین للشمس سے نہ ہو پس ان احادیث کی رو سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ کہنا

نہین ہوتا مشکوٰۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس
فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعہا بصرہ ثم
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لہی اشد علی
الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد
انصاف کیجیے کہ جب کوئی مصلی نماز مین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے اوسکی
قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہان یہ اشارہ شیطان پر
شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وہو المقصود
مشکوٰۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان
غیر مریم وابنہا متفق علیہ
اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی رائے
لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اپنی کتاب مین بخاری اور مسلم
سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی
بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدایش کے وقت شیطان نے اوسکو
نچھوا ہو اور وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکے
بیٹے حضرت مسیح کے — پس چلا کر رونا بچہ کا بوقت پیدا ہونیکے ہوتا ہی
بسبب تحریک قوائے بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے
تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات
سے اسلیے مستثنیٰ کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے
اور جو اوسکی عفت وعصمت مین خلل ڈالتی ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر
پر ثابت کیا جاوے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی
کئی وجہ سے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کو ہوتا ہے

جسکا نام آپنے شیطان رکھا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت سے برہان فارغ عن الاحتمال سے ثابت
کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی
کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص
مراد لین تو سر خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہوسکتے ہین سوم مس ایک فعل
ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی
ہے تو قابلیت مس کی بہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کا
وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لا نسلم کہ حضرت مریم خواہ حضرت مسیح انسان کامل تھے جو
کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجھنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت
مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ عقلی کے موافق نہین ہوسکتا ہے پنجم حضرت
مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ وجہ استثناء حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی
اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہوچکی تہی کہ حضرت مریم کو اور انکی ذریت کو شر شیطان
رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے
دعا قبول ہوچکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی
واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہوسکتے ہین موطا امام مالک
مین ہے أسری برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فرأى عفريتا من الجن
يطلبه بشعلة من نار كلما التفت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
رآه فقال له جبرئيل افلا أعلمك كلمات تقولهن اذا انت قلتهن
طفيت شعلته وخر لفيه فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بلى فقال جبرئيل
قل اعوذ بوجه الله الكريم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت
صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلادینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کے واسطے
جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کی مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتھ ہرگز
نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ساتھ عفریت کی لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی

خناس کا وہ فعل ہے کہ کسی پر انگشت اوسکی پہاڑ سکے کما لایخفی اور مشکوٰۃ شریف میں ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعیہ
حین یولد الخ یعنی شیطان کی قوت ہے کہ اوسکی انگلیاں میں جو نیچے کی پسلی پر وہ چبھو دیتا ہے خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے ومن ادعی فعلیہ البیان مشکوٰۃ شریف میں ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالی عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمۃ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ الی آخر الحدیث

چاروں احادیث مذکورہ سے یہ فوائد معلوم ہوئے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاوے
شیطان اوس کھانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لئے نام خدا کے گھر میں داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بھی اوسکے گھر میں رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لئے نام خدا کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گھر میں رات
رہنا اور کھانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب تمکو مبیت
و طعام دونوں میسر آئے چہارم تو شیطان کا ... نہیں ہے کہ وہ داہنے ہاتھ سے نہ کھاتا
پیا کرے بلکہ بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیثوں میں مذکور ہوئی ہے

ہیچ جو لقمہ کہ پڑے اوسکو جہاڑ پونچہ کر اگر کہا یا یا دے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام
و غذا نہیں ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شے نہیں ہے کہ اوس کا داخل ہونا
یا نہونا گہر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت
انسان کے ساتہ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جزو لا ینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی
ہے جو کبہی داخل ہو سکتا ہے اور کبہی نہین و انتم مشکوۃ مین ہے عن عائشۃ قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وھو
السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع الحدیث
غور کیجیے کہ جب ملائکہ آسمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق
سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے
اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان
لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان
خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکہا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذھب
ساعۃ من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان
لا یفتح بابا مغلقا اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوسنے
پہرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گہر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ
بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پہر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما
صور اللہ ادم فی الجنۃ ترکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل
ابلیس یطیف بہ ینظر ما ھو فلما راٰہ اجوف عرف
انہ خلق خلقا لا یتمالک

شیاطین بورز شمن بیرون رسالی دار رسالی التوار ازدر سترمن

صحیح بخاری من ابی ہریرہ کی روایت

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

روایت مسلم

رواہ مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور
گرد گہومتا پہر ا پہر جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے
ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہوسکتی تو وجود خارجی ابلیس کا لا محالہ قابل
تسلیم ہے فقد بر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین
مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رایتم منہم شیئا فاذنوہ
ثلثۃ ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوہ فانما ھو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تو تین روز تک کی اجازت دو کہ
گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہوگا مگر شیطان
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہرون مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ
بنکر آتا ہے تو وہ تین روز کی مدت مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہے لہذا اوسکو مار ڈالنے کا حکم فرمایا اور وجود خارجی
جن اور شیطان کا لازم آیا اور اون دونون قسم کا بشکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بہی عینیا
ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ ہو المقصود اور اسی
کے موافق ہے حدیث سنن ابی داؤد مین انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلعم ان الہوام من الجن فمن رای فی بیتہ شیئا فلیحرج علیہ ثلث مرات
فان عاد فلیقتلہ فانہ شیطان بلفظہ۔ اور اسی مقام پر چند احادیث
اور بہی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیہ سنن ابی داؤد مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے
باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا
اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو
کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت لکہتا ہون
فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل ھذہ علی ہذا فیحرقکم
غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکا نیکو واسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا
ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ
بصورت اطاعت و شجرہ علم و عقل اور تکلیف اوامر و نواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوا

حسن سنن ابی داؤد [illegible] عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] من بیتہ فقال [illegible] توکلت علی اللہ [illegible] فیقال حینئذ [illegible] فیقول الشیطان [illegible] کیف لک برجل [illegible] بلفظہ

[illegible] توکلت علی اللہ [illegible] شیطان [illegible]

لنبوت علیہ الشکلی مشکوٰۃ مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنے سورہ بقر جس گہر مین پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہین معلوم
کسکے بدن سے توت بمیہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف مین بخاری سے حدیث نقل کی ہو
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ کو حضرت صلعم نے متعین کیا تہا واسطے جمع کرکے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اور لپین بہر بہر کر غلہ لیجانے لگا ابو ہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ مین محتاج ہون چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابو ہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابو ہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابو ہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نچہوڑونگا جبتک تجکو حضور مین سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نلیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو مین تمکو چند کلمات مفید بتا دونگا ابو ہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابو ہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتونمین جہوٹا ہو
مگر اتنی بات اوس نے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہین آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابو ہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابو ہریرہ نے کہا کہ نہین معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمك کلمات
ینفعك اللہ بہا اذا اویت الی فراشك فاقرأ اٰیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا
ھو الحی القیوم حتی تختم الاٰیۃ فانك لن یزال علیك من اللہ حافظ
ولا یقربك شیطان حتی تصبح فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرك قلت زعم انہ یعلمنی
کلمات ینفعنی اللہ بہا قال اما انہ صدقك وھو کذوب تعلم من تخاطب
منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاك شیطان رواہ البخاری۔

اتنے تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کہ ذکر تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کر دینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا آخرکار مجبور ہو کر ایک عمل خیر ابوہریرہ کو سکھانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تمنے جانا کہ تین رات سے تم کس سے مخاطب رہے وہ تو شیطان تھا ایسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا ثانی لن لفیصمہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتمد سمجھا کرتے ہین یہانتک کہ بحوالہ کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ حضرت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ قول الجمیل سے جو شیخ موصوف کی عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہون وہی ہذہ ولمن خبطہ الشیطان یقرأ فی اذنہ الیسرٰی سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل مین اوسکا یہ ترجمہ لکھا ہے اور جسکو شیطان بادلا کر ڈالے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے بائین کان مین یہ آیت سات بار پڑھے الخ الیضا فیہ ولالمام الشیطان بالبیت ومیھم بالحجارۃ یقرأ معذہ الا یۃ انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین الی اخرہ ترجمہ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اوسکے پتھر پھینکنے کے لیے یہ آیت پڑھے انہم یکیدون کیدا الخ الحمد للہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا بھی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائینگے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کو اپنا مقبول بنائینگے ورنہ پھر کس منہ سے اونہین کے اقوال سے مجتہد العصر مین پہنچنے کے واسطے خیال دوڑائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سے ایک مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکاید الشیطان از ابن عمر

روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسی علیہ السلام در خورد و گفت کہ ای موسی ترا حقتعالی

برسالت خود برگزیدہ و با تو ہمکلام شدہ من گنہگارم میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن باحق تعالی

تو بہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من در جناب الٰہی دعا سازم کہ توبہ

ترا قبول کند حضرت موسی از دعا مشغول شدند از جناب الٰہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

ساکن نہین کیونکہ ... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت پر ... ایلیہ کا مذہب ... سمجھا ...

قبول کرد استطاعت تو اور البو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسی

ابن عمران با ابلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ اورا سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الغرض آب خاکسار

خدمت مخاطب والا مراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا

حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث اور محقق کذب صریح مین داخل نہ ٹھہرائے جاوینگے نہ آپ اونکو

ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتاوینگے کہ وہ صحیح اور سقیم مین تمیز نہ رکھتے ہون تو مقتضائے

انصاف دوستی وحق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرماوین

اور مخالفت نصوص قرآنی وجمہور اہل اسلام سے باز آوین اور حصن حصین مین جو التزام

انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف

کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے وہ بھی دیباچہ کتاب

مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من

الجن وضعہ بین یدیہ وعوذہ بالفاتحة والم الی المفلحون و

الٰهكم اله واحد الاية واية الكرسی ولله ما فی السموات

وما فی الارض الی آخر البقرة وشهد الله انه الاية وان ربكم

الله الذی فی الاعراف الاية وفتعالی الله الی اخر المومنون وعشر

من اول الصافات الی لازب وثلث ايات من

آخر الحشر وانه تعالی الاية من الجن وقل

هو الله احد والمعوذتين مس ق ا شرح حصن حصین

ظفر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے

ہین وہ بھی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہووے کوئی ساتھ آسیب کے جن سے بٹھاوے

اوسکو آگے اپنے اور منتر پڑہے اوسپر ساتھ الحمد کے الی قولہ المفلحون کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے

ف حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ

وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو

آسیب ہوگیا ہے حضرت نے اوسکو بلاکر یہی عمل کیا بس اوٹھا وہ گویا کہ کچھ خلل نہین رکھتا تھا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر لسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور ورد دُپڑہنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والوں
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ مین جاتا تھا مین کہ ایک آسیب والے کو
دیکھکر مین اوسکے پاس گیا اور کچھ اوسکے کان مین مین نے پڑہا پس وہ ہوشیار ہوا پھر آنحضرت
صلعم نے پوچھا کہ کیا پڑہا تھا تو نے عرض کیا مین نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑہا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑہے تو خوف الٰہی سے وہ بہی گر پڑے کذا ذکر الفخر رحمہ قال خصائص کبریٰ مین
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابودجانہ سے کہا ابودجانہ نے کہ شکوہ لیگیا مین رسول
صلعم کے پاس عرض کیا مین نے کہ یارسول اللہ جسوقت کہ مین لیٹتا ہون بچھونے مین
تو ناگاہ سنتا ہون گھر اپنے مین آواز مانند آواز چکی کے اور بہن بہناہٹ مانند بہن بہناتی
آواز مکہی شہد کی اور دیکھتا ہون چمک مانند چمک بجلی کے اوٹھایا مین نے سر اپنا گھبراتے
ہوتے ڈرتے ہوتے ناگاہ دیکھا مین ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گھر میرے مین پس قصد کیا مین نے طرف اوسکے پس ہاتھ لگایا مین نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تہی مانند جلد سیہ کے پس پہینکا موںہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا مین نے
کہ اوسنے جلا دیا مجکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گھر کا یعنے جن برا ہے اے ابودجانہ
پہر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب رضہ کو فرمایا کہ لکھہ بسم اللہ الرحمن الرحیم - ھذا الکتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا و علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون و رسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا و انطلقوا الی عبدۃ الاصنام

والی من یدعو مع الله الٰها اٰخر لا الٰه الا هو کل شی هالک الا وجهه
له الحکم والیه ترجعون تغلبون حٰم لا ینصرون تمتسق
تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا
بالله فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم کہا ابودجانہ نے پس لیا
مین اوسکو اپنے گہر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سویا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز ایک چلانے والی سنے کہتا ہے ای ابودجانہ جلایا ہمکو ای ابودجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلمون نے پس ساتہ حق صاحب اسکے جب اوٹہایگا تو ہمنے یہ کتاب پس پہیر اسکو
میرے گہر مین اور نہیں ہمسایہ مین پس صبح کی مین نے پس نماز صبح کی پڑہی مین نے ساتہ رسول اللہ صلعم
کی اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتہ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جنات سے پس فرمایا ای ابودجانہ
اوٹہا قوم سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا مجھے ساتہ حق کے تحقیق وہ پاتے رنج عذاب کا
قیامت تک انتہی بلفظہ اور حصن حصین مین ہے واذا تغولت الغیلان نادی
بالاذان مرھ یعنی جب لمبا بہروپ چلا دے پکار کرے کی اذان نقل کی مسلم نے اس بی نے
نے بعد ختم ہونے عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین جناب مخاطب کو عرض کرتا ہے
کہ احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بھی ہونا
اور وہ گہرون مین بہی داخل ہوتے ہین اور اونکے نام خط بہی لکھے جاتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کلیہ حضور کا کہان باقی رہا کہ جو سنئے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکھتی
ہے اتہو لتقدر حقیقت کا مرتفع ہوگیا تو معنی مجازی اور تو ہمی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
مفید نہین ہے فائدہ الحمد للہ کہ آیات و احادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کردئے اول ابلیس بہی
جن کی ایک نوع ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
جیسے تمام جنون کے بلکہ سنن ابی داؤد مین ہے ص ۳۰۳ قال قال رسول الله صلعم ان الغضب
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار سوم بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکہا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پر
رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بہیجتا ہے اور موافق افعال ہر ایک

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم
اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت
اسماء الٰہی و رتاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور بہاگتا ہے کبھی کا آسیب انسان پر ہوجاتا ہے اور وہ ادعیہ
ماثورہ و کلمات طیبہ آیات قرانی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام اموال اولاد مین بھی شرکت
تصرفات کی حاصل کر لیتا ہے نہم اہل علم صاحب اولاد وصاحب قوم و لشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانور تکو بھی اذیت پہنچایا
کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مارکہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات
تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب
یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب
دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان
کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنیوالا بھی ہے
انہ عدو مضل مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی
ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مومنون مین نہین ہے کلام الٰہی نے اس شبہہ کو بھی دفع کردیا ہے
اور انہ عدو مضل مبین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر
مثلاً نماز مین خلل ڈالے اور خضوع اور خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے
یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلاً غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑہاکر جورو اور خصم مین
مفارقت و مباینت کرادے اور یہ موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وسیلہ اوس
سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ سب
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہے شیطان کا تو تسلط اوسکا
اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین قابل انکار نرہیگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جائیگا حالانکہ

قران شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کما مر سابقا
سورہ اعراف میں بھی ہے قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہے مین بیٹھونگا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر
اونکی بہی راہ مارونگا پہر اونپر اونگا آگے سے اور پیچہے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاویگا
تو اکثر اونمین شکرگذار موضح القران اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و
من خلفھم من قبل الاخرة فاقول لا بعث ولا جنة ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم کما فی المعالم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمین جگہہ دونگا اور آخرت کے باب مین یہ شک الونگا کہ نہ حشر
نشر ہے نہ جنت و نار کی کچہ اصل ہے اور حسنات سے باز رکہونگا اور گناہون پر راغب کرونگا اور
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنة ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن ادم
من کل وجہ غیر انہ لم یاتک من فوقک لم یستطع ان
یحول بینک وبین رحمة اللہ کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے اقوال سے معنی آیت مین اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی معنی
سورہ میں ہے یَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم
مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے ای اولاد آدم کہین
بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوادیا تمہارے ماں اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اوتروا
چہنوادیا اونسے لباس اونکا لا یفتننکم کے معنی ہین یضلنکم کما فی المعالم اور سب

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورۂ حجر مین ہے کہ لاُزیّننّ لہم فی الارض ولاُغوینّہم اجمعین

الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے

قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تہی اور سجدہ سے انکار کیا تہا او

جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت

کو دل مین جگہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے

اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے تو اب کچھ کلام نرہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک

خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین

تیرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب زدہ مین ایک خاص قسم کا

اثر ہو جاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجی کا کوئی انکار نہین کر سکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر

پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طور

کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک

تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا

ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بہی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے

کہ بیماری سے بدتر کر دیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ

نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر

اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن مین

ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا

ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے وسوسہ

کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی

ہے بلکہ وجود ابلیس مین تاثیر دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن مین جا کر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے

داخل جسم ہو جانا اور پہر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو

یا اوسپر جری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے بلکہ یہ تشبیہ لینے شیطان اور خون مین

وجہ شبہہ کی وہ ہی سرایت ہے جو ہم بیان کر چکے ہین تو اب حدیث ثانی بہی ہماری ہے

موئید ہو سکے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر بہی نہین ہے
اور بعد ثبوت کل اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اوسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدو و مضل مبین فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحث باقی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہو جانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جاتین گی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بہی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کر دی کہ وہ جن کی نوع سے ہے اور بنی آدم کا دشمن بہی ہے اور مغوی اور مضل بہی ہے اسیواسطے
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلاً جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و لامسہ و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرما دین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کہ کسی انسان کی قوت کو شیطان کہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہو جائینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجئے تو تبادر اذہان ہے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہو سکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلاً یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا و ضربنا المثل و مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآتیہ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بہی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و تبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال انفا مراد مخاطب ہے

متنافر اور متغایر ہین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ جو غافل رہے
یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حق مین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکھنا چاہتا ہے وہ بھی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچھ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ بہیمیہ مخاطب کو شیطان
ٹھراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین صاحب لسان الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹھری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹھری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود ۔ تنبیہ ۔ جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور روح کو اوسکے ساتھ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بھی فرمایا ہے کہ قبل کھانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت اصلی آتی تھی
اس دعوے پر دلائل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین اس
قول کی تصدیق نہین پائی ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتھ روح کے نہین ہے کیونکہ روح والی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و عرضیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہوجاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پہونچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
و ضرر کے سمجھنے کا حاصل ہوجاتی انکہ عداوت کرنا اور دھوکا دینا متصور ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہوسکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لائق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹھرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجھا جاوے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا اسقدر
خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچھی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب
آنکھ کھولی جاوے تو جو چیز اچھی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حس مشترک کا

بھی ایساہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا اوسکو نگاہ رکھے اور دامیہ
وغیرہ کا بھی ایساہی عمل ہے اور بعض اعضاء مین بعض قوت بھی خاص ہین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے
کہ جس قوت کا اقتضا برخلاف مصلحت اور مخالف روح و ناملائم حالات وقت سمجھتی ہے اوس سے
باز رکھنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل و علم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات
پسند نہین کرتی ہے مثلاً جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کھانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ و اشتہائی طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلاً جب عقل نے طعام زہر آلود
کے کھانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹھایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح جو تی
نثر مین دردانگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت نگرو
مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل و علم پر ہے اوسی کے کرنا
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان ہے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبھی تو جبلی ہوتا ہے اور کبھی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبھی قلت علم اور
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم و صحت جسمانی و صحبت صالحین و عقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت و استعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہے
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکھا ہے قوت شہوتیہ و شہوانیہ کا
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کھانا لذیذ کھاتے ہین اور زنان منکوحہ سے صحبت
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکھنا مرغوب ہوتا ہے
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین
مکان گندہ طعام وغیرہ خراب سے روح کو صدمہ ہوتا ہے ثواب کوئی نہین دے سکتا

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بہی وہی قاعدہ کلیہ ہے کہ نفس انسان کی اون قوی سے
بہی کام لیتی ہے موقع اور مصلحت دیکہکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچہہ کمی کرتا ہے
تو اوس قوت سے بہی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایک
ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بہی مثل انسان کے فہم کامل رکہتا ہے و نیک و
بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام خلاوت قدیمہ کا بخوبی
نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بہی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان
لیا جاوے مثلا جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتہ پہینک کر
اس فعل پر خوش ہو رہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی
دیکہکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان کے
دور دینے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بہی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتہ روح
ہو اور ہمیشہ دہوکہا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجہتی ہو کہ روح کو ایسا طور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے
اور ایسا کام کرایا جاوے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بہی صدمہ روح کو
پہونچتا ہے تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج
ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین کی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاوینگے
بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو
خواہ اون مین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بہی جزائی کل کرتی ہے اور
خود علم و عقل ایسا رکہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بہی
ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح بہر اقتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ
کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتہ مجکو بہی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتہ
سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی
بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا
سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بہی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے
جناب فلسفیت مآب یہ فرماوین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

اولیعنی بدان رنجی اصطلاح حکمت قوی کی تکریم اون قوون کو کہتا ہو جو روح طبعی سو مخصوص ہین جو بہیمہ اونکو قوا کہا ہے جو اسے جوالی حیوانی ہے بے تشخیص مین اور پیکر مین یہان انسان حیوان کو سمجہتی نعمت خاص کو سلامتی دارہ روحانی با عصاب نفس انسانی نہین لکہا تو کسی اصطلاح کے موافق بہی قول مخاطب کا صحیح ہو ۱۲ منہ

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہتی آگ کی یا مولوی صاحب کے چولے کی آگ نہین ہے محض جہلاے کے ڈرانے کے واسطے مجازات کا بیان ہوا ہے پہر قوت جسمانی کیونکر دوزخ سے خوف کریگی آسکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی یعنے اگر روح کو تباہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑدیگی تو گو علم و عقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضاء جسمانی پر جس گہر پر سارا کہیل تماشا ہے گویا اوسی مین آگ لگانی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی جبین اپنے ہی ساتہ عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرماوین کہ ہان ایسی کوئی قوت علم حکمت یا کتاب و سنت مین ملفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ و شوقیہ پر انطباق قوت بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو ملفظ قوت بہیمیہ مجازاً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان کرتی ہین خاکسار عرض کریگا اس مجاز خانہ خراب نے تو عذاب مین جان ڈال ہے پہلے لفظ ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس و شیطان سے وہی قوت بہیمیہ مراد ہے جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب اس قوت کا بہی پتہ نہ چلا تو اب اوسکا بہی مجاز نکلا کہ قوت شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سن لیا مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ بہیمیہ کی جستجو کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی کے ساتہ کرنے سے اور نافرمانے سے کیا علاقہ ہے آپکا یہ ہی جانے دو اتنا ہی جواب دو کہ نام قوت کا بدلنا تو آپکی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جائیگی یہ تعریف قوت بہیمیہ کی علم و حکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگرچہ کتب علم طب و فلسفیت و شریعت مین ایک ہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ و شوقیہ کی وہ تعریف ہے تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمایئے کہ اونکا مبداء لازم و تعریف کیا ہے اور وہ کب بجز مجسمات مین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا کب یہ فعل ہے وہ

وہ تو سب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو یہی لذائذ
روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور اعضا کو اور ارواح
حیوانی وطبعی ونفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوسیسے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ
فی الشرع ہین تو عداوت محضہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت واضلال ہی
کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہوسکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر جو
خدشات بیان کرتے ہین **قولہ میرا نام آدم ہے** الخ اقول آپنے تبیین الکلام مین سوای ابو البشر حضرت
آدمؑ کے ایک اور آدم کا وجود قائم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے **اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً** پس ظاہر ہے کہ سارا
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتہ سوال وجواب ہونیکا اور تعلیم اسما کا بیان جو کچہ قرآن شریف
مین ہے اسی آیت سے شروع ہوکر ساتہ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم
اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبیین الکلام مین یہ
قول ہے کہ وہ آدم ہیلا نر وماوہ ساتہ ساتہ پیدا ہوئے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین ہی ہوا کرتی
تہی اور اونکے بعد کتنے آدم پیدا ہوتے یہان تک کہ حضرت ابو البشر جب پیدا ہوتے تو زمین سنسان
تہی اوسپر کوئی قسم نباتات کی نتہی صرف شبنم روی زمین کو ترکرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات
مذکور کو حضرت ابو البشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا
اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو
حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا واہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد
ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جسکا ذکر تبیین الکلام کی تفسیر باب اول مین ہے
قرآن وحدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین محض اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا
ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے **لَا دَلَالَةَ لِلْعَامِ عَلَى الْخَاصِ** یہان
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت
اسلامیہ سے کر رہے ہین پہر کیف حضور والا استعداد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

بیان ہے
شبہات اسلام
تنزیہی کی
مخاطب کے
نیب بذریعہ
ہوتی ہے

جو واسطے بیان کرنے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کے آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ ملائکہ سجدہ و جنت و شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بتایا گیا ہے ممکن تھا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا ہی سمجھا ہوگا اور خود فرشتہ بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالباً وہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ جتنی تفسیر جاری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے ہم پیر کوئی وہی آدم نام ٹہرا کہ شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو یہ
ویران تھی شبنم کے سوا دسیر کچھ نہ تھا پھر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹھرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو مالی اور کلو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کپڑے ٹکڑون مین پھرتے چلتے پرانے
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن پھر تعجب سب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ اوپر
ٹکڑے پرند چرند کہان سے آگئے ہونگے اور جنگلی غذا نباتات ہے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کالو کے باغ کا سبزہ بیگانہ اجاتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تھا
جو درخت کے تخم کیطرح تہنگے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا تھا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چھپی ہوئی تھی پھر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تھا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تھا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گر پڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت رحم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی اسی سے گھاس کی طرح
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانورون نے وہ گھاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پھر
لطف یہ شبہ ہے کہ صغیر سن مین نہ بیچارہ کو دودھ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تھی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کر سکتے ہان شاید للو کلو کی جوروان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغمین اوٹھا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سؤر یا گئے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی و درندہ کی مادہ نے دودھ پلایا ہوگا جو کچھ حضور کی تحقیق ہو اور ملا الہٰی بی کے ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہو جاے کہ اوس باریک بچہ کی
کی پرورش بچپن بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ نیچر کے یا کسی آیت و حدیث کے کس طرح ہوئی

واقع ہوئی تہی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے ابکی بار اوس سے یہ سوال بہی کرلیجیے
کہ دادا جان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بہی فرمادیا ہے اِذَا نَفَخْتُ
فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تہا حرف اذا کے بعد حرف
تعقیب کی بہی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اونچی ڈاڑہی اور اونچے پانیچے وعمامہ و تسبیح والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابو البشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء عنایت
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیلہ تک وہ زمین مین ہی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تہے اپنے رزق کی
آپ فکر کرسکتے ہونگے مگر ہنگاسا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کرلی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تہا اور عالم اسباب مین
دادا جان جب آپ پیدا ہوتے تہے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تہا خلاف نیچر کے
آپکی تربیت ہماری سمجہ مین نہ آئی ذرا یہہ بتا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے بتلا دیجیے اور جو کچہ جواب
بارہ حضور ارشاد فرمادیجیے اور اگر آپ کو دادا جان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بہی پوچہہ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم موہوم نے جنت حقیقی کی کبہی صورت بہی نہین دیکہی جو کچہ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پہر زمین مین معاودت
کرنیکی اور پہر زمین ہی سے روز قیامت نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسی اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سے سُنائی یاد کہتے ہین دیکہین حال کے زمانے کی
نیچریون کی تحقیق پیدائش اور تربیت و غذا وغیرہ محتاج بچہ دو روزہ میان آدم کی کیا ہے
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بہی چہوٹے ہونے کی حالت مین کوئی صلب اور رحم
متعین کرنیکے باب مین کیا رائے ہے آخر تو توہمات پر تفسیر قرآن ٹہر ہی گئی ہے یہان بہی کوئی

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھتا ہون کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بہی لکہہ دون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکے وقت جانی رہنے تورات کی کتاب پیدائش مین یہ عبارت ترجمہ کی تہی آور کہا خدا نے بناوین ہم آدم کو اپنی پرچہائین سے مانند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچہلیون دریا پر اور پرند آسمانون اور چوپاؤن پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتہ ملت اہل اسلام کے اس تحریر کے ساتہ کی ہے مطابقت قرآن مجید اور حدیث سی ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجہے بنانا ہے زمین سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا اور کوئی آدم تہا یہ سوال ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکہکر تعجب کرینگے اور کچہہ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجہکر مجکو بہی اسی طرح مجرم ٹہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹہرایا تہا مگر مین مجبور ہون کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکہتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تہا اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تہا اور معلوم نہین کہ اسکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی قسمین حیوانات اور نباتات کی اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اس آیت سی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وحد ہی دیکہو اس درس مین خدا نے اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیس درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑی کا جوڑا بنایا اسے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تہا وہ سب ابہر چکا تہا کوئی بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تہی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتھے اور میدان کی سب گہانس نہ اوگی تہی اور اوس
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانیکی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بنا کر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ لیعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدائش مین جناب صوف
لکہتے ہین ٥ پہلے درسون سے حلانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کر چکا
اور جو کچھ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدائش سلسلہ وار مختصر ابیان کی تہی آب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہو کہ اب تک درخت نتھے اور گہانس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار و حیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین باقی
تہی مگر اوسپر کے اشجار و حیوان مع انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان ہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین و اسباب سب کچہ
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین کے مُنہ کو تر کر دیتی تہی انتہٰی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان نہ انسان
اسلیئے آدم ثانی کو پیدا کر کے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین الیسی حالت مین
پایا مگر پتہ چلا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا تہنگا تہا الخ فرمایئے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانے سے بہی چہوٹے اور تہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوئے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان ہو کچہ پیاس نتہی تب بہی مشکل عقلی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون ٹہرا دین اور قول اختصاص ظاہر الخطاب پر ہی ایمان لا دین مگر بہر کیف حکم قُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ صاف موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہوچکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَكَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى یعنے نہ بہوکا ہو تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو تعبد پیدا ہونے اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پرورش ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بڑا دہوکا دیا اور لاجواب آیت پہلا دم کی شان مین تہی وہ اپنی شانمین جما دی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر بہی آپکو بہلا دی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی وانسانی وملکی وشیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث قوی کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت علم وعقل خیر وشر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود ہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوتین موجود تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس قوت علم وعقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پا دیگی یعنے اونکا حاصل تقریر تبیین الکلام وتحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل وعلم خیر وشر کی آدم کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا کہ اوسکو مت قبول کر اور اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ ہے اور اوس کا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی ہین داخل سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم وعقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدائش سے قوت علم وعقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہی اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم وعقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکا ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکر صحیح ٹہر یگا اسرار

ہے کہ نجات انسان کی انکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ وشیطانیہ پر جو بان کو پیٹ سے لیکر نکلا ہے لیعنے جو اوسکے نفخنے مین چپے ہوتے ہین تو کیونکر خداتعالے حکم دیتا کہ قوت علم وعقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا بھی نہ چاہیے فافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرماییے حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا ہے صرف اسقدر ہے کہ جب خداتعالے نے انسان کو پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تہا اوسمین خود کسی بات کی بہلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تہا جسقدر کہ خدای تعالے بتاتا تہا اوسی قدر جانتا تہا اور اس سبب سے بیخبر بیکلف اور محض بے گناہ تہا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تہا کیونکہ جو کام اوس سے ہوتے تہے وہ اپنی سمجہہ سے نہ تہے خدا نے ماہیت پہچان بہلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ بات جتادی کہ اوسکو مت لو اگر لو گے تو ایک قسم کی موت سے مرجاؤ گے لیعنے ایک سخت مصیبت مین پڑو گے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہو گے ہر ایک بات بہلی یا بری خود تمکو سمجہکر کرنی ہوگی اور بہلے کام کا بہلا اور برے کام کا برا پہل پاؤ گے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم خیر وشر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی وبیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک وبد کی اوسمین ڈالی جاوے ملتقطہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی وشیطانی اوسمین تہین اور سب اوسکی اطاعت وفرمانبرداری مین حاضر تہین جسپر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین کرتی تہین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام کی ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع بہی کیا مگر آدم نے لی حاشا وکلا اور اگر عموم واستغراق اپنے الفاظ مین خیال نکرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بہی ذہن مین حاضر رکہتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کردیگا لیعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بہی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال سے آدم ممنوع تہے وہ آدم مین پہلے سے موجود تہی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین ایک قوت مجہہ مین تہی مگر میرے کام مین نتہی یعنی اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین نے اوسکو مونہہ لگایا اور اسی ترمین قوت کو اوس قوت کو جو ہمہ سے دیجا تہا اکر اس سے

بہی کام نے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکہہ لیجیے اتبو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہر دم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالبًا الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کی بہی انکار ہے اتبو سخت رسوائی ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی جبہی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ اقول** تبیین الکلام اور تجربہ جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم وعقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا منقود تہا اور تجربہ جدیدہ مین موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے پہر کیف علم وعقل جاہے موجود ہو جاہے نہو کام مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال تجربہ علم وعقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جانتی تہی کہ مین تیری دشمن ہون اقول** اوسوقت آدم تو عقل اور جانورون کے محض بے عقل تہا کہانی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بے عقل سے کیون شرماتی تہی اور کیون کر کبہی دوست کبہی دشمن اوسی جانور بے عقل کی سمجہہ مین آتی تہی **قولہ خدا نے مجکو ایک جگہہ ڈال دیا الی قولہ پہر کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث سے کہان واقع ہوئی ثابت کر دیگے کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لاتجوع ولا تعری کے معنی خود ہی آپ بیان کر چکے ہین کہ نہ بہوکے رہوگے نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور دوسری آیت مین ہے لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین نہ بہکاوے

تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوتروا تے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو عیب اونکے الخ جس طرح سوآتہ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خانہ تفسیر مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا ترجمہ تقوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑیکا لفظ لکہا ہے تو اب اپنے معنی تحقیقی مسلمہ سے کیونکر تجاوز کرکے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلۂ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چھپانے
لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتون سے آپ نے خود بھی تبیین الکلام مین مان لیا ہے لنگی
جوڑنے لپٹنے اوپر پتے جنت کے آگے عبارت مین موجود ہے پھر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو
لباس اونکا کیونکر چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے
ایسا ہی رکھا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تھی جنت کے پتون سے بدن
چھپانیکی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب بھی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور
اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو ملک مین ہو اوسوقت بھی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی
سے منع نہین کیا ہے پھر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل
ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم وحوا بقول آپکے پہلے سے برہنہ
ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر نہ تھا
اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بھی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پھر آدم جنت مین
کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشت پہنا تھا کبھی بدن سے جدا نہوتا تھا کیفیت جدا ہونیکی
جو سزاے عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہہ تھی اور خلاف عادت مستمرہ جو حالت جدید تھی
تو پتونکو چپکا بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس
آدم خیالی کی تقریر محض وسوسۂ شیطانی ہے دگر ہیچ قولہ وہ جانتے تھے کہ اوس سے
کام لونگا الخ اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش ور عقل انسان سے بھی
بڑھ کر ذی علم و ذی شعور نہ تھی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آگے عبارت کا
کہ اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اسلیے اوس دشمن قوت سے بننگا یا الخ قابل
غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز ایک شئ
نہ کرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے قولہ
مین نے جانا کہ اوسکے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجرہ
عالم خیر و شر سے بھی آپ یہ مقولہ آدم کا لکھ چکے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسکا
فتح پانا میرا بڑا کام ہے اور وہ بھی جتاتی تھی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑنے کی الخ

استعمال قوت علم و عقل کے یہ کہنا کہ مین نے انہین دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم و بعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا کی للکار الخ
اقول اولا للکارنا اور مطلق کالام کرنا محاورے مین متغایر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری سے ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسان کا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورۂ اردو مین
للکارنا بمعنی القاے قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ مجرد ناخوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز مہیب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بھی درست نہو نگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیا آپ کی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا ذرا غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم و عقل
سے آدم کو مانند جانوروں کے محض بے عقل و غیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لا یعقل
و جانور مکلف یا مامور کسی امر و نہی کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ و قبل بلوغ و زمانہ
تکلیف وضع تکلیف مین کچھ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم و عقل کے آدم محض بیگناہ
سمجھے جاتینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچھ بھی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا لینے قوت
علم و عقل کا وہ بھی اوسی زمانہ مین تھا جب آدم محض بے عقل جانور غیر مکلف نادان مطلق ناواقف
فہم اوامر و نواہی کے تھے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل بھیلچی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بھی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم و عقل کا اور اوسکو
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بھی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام و تخطیہ
نہ تھا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تھا خیر جو کچھ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہ تھی
جبتک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تھا اور بعد کام مین لانے علم و عقل کے جب وہ مکلف
ہوا اور حیثیت نیک و بد و عذاب و ثواب و امر و نہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرماتیے کہ آپ ذ حسب اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرماتی ہے بھیلچی بدیان کیا ٹھہرینگی جنکے
واسطے عصی آدم ربہ فغوی صادق کیگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پریگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاوگے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امر و نہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

(وگو خبث دنیا ہی ہو) اور عصے وغوی کا لقب عنایت ہوتا ہے مگر صحیح نہیں ہے کہ کیسی کچھ بیہودہ بدزبانی کر رہا ہے اگر اور کیسی مغفرت بیان ہو رہی ہے امر ونہی کے لائق ہونے ہی میں کلام ہے فتدبر قولہ پھر تو خدا نے مجھکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول یہ تفسیر غالبًا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۞ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھکو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہاں اور خون کرے اور ہم پڑہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو کہا مجھکو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتوں کو کہا بتاؤ مجھکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکہایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتادے اونکو نام اونکے پھر جب اوسنے بتادیے نام ونکے کہا مین نے نہ کہا تھا تمکو مجھکو معلوم ہین پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو چھپاتے ہو فقط ظاہر کوئی دوسری سند اس قول کی نہیں ہے کہ آدم کو خدا نے زمین میں اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتوں کا غل مچانا مان لیا تو کس بنہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنے خدا مین اور فرشتوں مین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہٹیار ونکی تو زمین میں ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر و نسے زیادہ بُرے نہیں بلفظکم اتنو ساری بدزبانی اور بیبا کی کا کلام ہوگیا اللہ اللہ آپکی جرأت پر مجھکو کمال حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب وشتم سے تناول فرمایا کرتے تھے اور مکار ریشا قبل ضال مضل اندہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے رہے تھے بعدہ تبریۃ الاسلام میں حضور نے تحکم زیادہ دکھایا اپنے خیال باطل پر نفس استغراق کو شناعت عقلی میں داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہولکر گالیان سنائیں کوئی سخت کلمہ ہوگا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم وانبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آجاوے

مگر ایک ذات واحد کسی قدر ایک حیثیت کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی جائز جو چاہے سو بوجہا پڑ جائے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحث شیطان مین پورا حوصلہ نکال لیا تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالات طبعزاد کی بنا پر کبھی تو خدا اور فرشتے بہیا بناتے گئے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہکر بولنے بھی نہین آتی چہ جای جدائی بلنظم واہ حضرت بہاگ تو سمجھے تھے کہ تہذیب الاخلاق سکہائی جائیگی اور طرز تحریر عالمانہ بتائی جائیگی یہ نہ معلوم تہا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب دشتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین کا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مین مجبور ہون کہ مراد اب تحریر مانع ہے ورنہ تقریر الزامی وعدہ کسکو نہین آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکہنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے بعد سب وشتم خدا و رسول وصحابہ وائمہ وملائکہ کے بیچارے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہین کیون نہون کس شمار و قطار مین ہین اب کسیکو حضور سے شکایت کا موقع نہ رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ ہو خود ظاہر ہے کہ ایک جملہ جامع ہزار تفصیل کا ہے کما لایخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھہ مین آجانے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان مین بیان نہین کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی حقیقی پائے جاتے ہین ورنہ محکمات ومتشابہات مین کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب اصول مین لکہی ہے باطل ٹھہرے گی اور تمام محکمات قرانی مین اسی قسم کی تشبیہات واستعارہ ومجاز قائم کر کے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم بالیقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب یہ فرمایا جاسیے کہ تمام دنیا کے سمجہانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان مین یہ ماجرای بیان کیا ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ وتابعین بعدہ ائمہ مفسرین محدثین معنے حقیقی سمجھے ہونگے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک نے بھی آپ کے موافق تفسیر آیات قرانی کی نہ بتائی نہ کچھ ایسا دقیق مضمون تہا کہ حضور والا کے سوا بارہ ۱۲ سو برس تک کسیکو نہ سوجہا سب کے سب خلاف تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چیستان اور معمی ہی بولتے رہے قران سے بھی زیادہ شیطان کا وجود حارج احادیث سے نکلنا چلا آتا ہو بہلا اگر عوام نہ سمجھہ تو خواص

صحابہ تو سمجھ سکتے تھے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تہا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کرد اور آدم بہی ذراسی پیدا ہوتے پہر بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو بہی سمجھا دیا تہا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا اسقدر قصہ مختصر کو بیان کردینے مین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت عمدہ حقائق و معارف بتاتے تھے کیا سخت مشکل مین پڑجاتے خصوصًا ہمارے رسول صلعم کو آپنے امی اسواسطے ٹھہرایا ہے کہ بحر کے پایاب تہے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کردیتے اور افسوس ہے کہ موسے کے زمانہ سے آجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوتے ہین جنھون نے صحیح معنے کلام الہی کے سمجھ پائی ہین تو خدا جانے پہر قرآن شریف کیون کر معجزہ رہیگا شاید قرآن آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزارون برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہوجاتا ہے اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی عالم و مفسر کا بہی قول ہے کیون کہ اوسکی سند پیش کرنی پڑیگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور ثابت کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکہاتے ہین آپ فرمایئے سوائے ہم الہمنی ربی کے کیا سند لاتے ہین پہر بہی صوفیہ زمانہ حال پر چار حرف سناتے ہین **قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ دشمن کا نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ** ہے **اقول** قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پہر خدا کیونکر مامور بہ سجود ہوسکتے ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بہی فرماتے ہین کہ فرشتے غل مچایا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسماء اشیا خدا سے سیکھ کر بیان کیے تہے اور وہی پکارنے لگے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ الآیۃ پہر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہوسکتی ہین اور یہ بہی نہین ہوسکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود بہی اوپر کی تحریر مین اقرار کرچکے ہین کہ جب آدم رائی کے دانہ سی بہی چہوٹے تہے تب بہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تہین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بہی اپنا کام کرتی ہین ذرا بہی خطا نہ کرتی تہین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تہی تو پہر اونہین
قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تہی
اوسکی نسبت ابیٰ واستکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے اور سب سے زیادہ حیرت
انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرۂ ممنوعہ قوۃ علم وعقل کو ٹہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہی
کو شجرۂ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹہیر اوسکی نہر
جڑ مین سے دو نہرین چہوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہوتی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ توراۃ
کی کی ہے اور جب سدرۃ المنتہی شجرۂ علم خیر و شر ٹہرا اور وہ زمین مین تہا تو وجود حقیقی ایک شجرۂ علم
خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل اُس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چہوٹی
کہان سے آتین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین
تو بعد تسلیم ایسے شجرۂ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرۂ علم کے متعذر تہے لہذا اونکی
مجازی سے قوای انسانی مراد لینگے اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ
آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹہریگا پہر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہو سکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ آلآیہ علاوہ
بر فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بہی مان لین تب بہی تفسیر حضور کی قطعی
نہ ہوگی فقد بر قولہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پہر اونکو بصورت
بشر جواب ہی بنایا جواب لقد خلقناکم ثم صورناکم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ سے
نہایت باریک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا
نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بہی واضح ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو بہر وہی
سوال ہے جو سابقاً گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب ترائب کا تہا اور کسکے رحم مین قرار
پایا تہا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچہ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تہا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکہا ہے ۱۲ الغایت ۲۲ خدا تعالی نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح
کہ آدم کو پیدا کیا تہا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تا کہ اون دونون مین زیادہ محبت ہوا تم
یہ تقریر حضور کی بلا تکبیر ہے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا
بہی آپکا انکار ہی تہا اب آدم خیالی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ کی

چہوہارے اور ہنگلی سے بہی باریک تہی پہلے اونکا نطفے مین وجود قائم کیا پہر صورت آدم وحوا کی بنی جیسا کہ تمام بنی آدم کا حال ہی کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تہا تو مطابقت جواب کی سوال کیساتہ ضرور ہی اگر آدم کو حوا کا مستثنے کرنا منظور ہوتا تو صاف فرماتی کہ میرا یہ حال ہی اور حوا اوسی قاعدہ عام تحریر سے مستثنے ہی بیٹا تمہاری سوال کا جواب ایک قسم کا نہین ہو سکتا ہی کہین کہین پر ترک کردینا اپنی بات بنانی کی خاطر سے جائز ہی شاید اسمقام پر جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکہہ چکے ہین کہ آدم ذ ایکدن حوا کو اپنی پاس بیٹہا ہوا پایا اور پوچہا تو کون ہی وہ بولی بہائی میرا نام حوا ہی اس سے نکلتا ہی کہ وہ جوان پیدا ہوئی نہین کیونکہ اونکو دیکہکر آدم کو ایسی مستی آئی کہ اوچہلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر خاکسار یہ عرض کریگا کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پہر صورت پکڑنا اور چہوٹی سی بڑا ہونا اپنا اور حوا کا موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبہی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے ملاقات ہوتی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچہ چارہ نہین ہے کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو ہمنے خیال نہین کیا وہ تو اوہو اور ارے اوہو کہتے ہین اور تالیان بجانے اور ناچنے کودنے مین مست ہورہے ہے اور میری طبیعت بہی ویسی حالت کی سکنے مین مصروف تہی (چنانچہ جناب سید علی صاحب کی تحریر اقسام مجازات مین مین نے دیکہی تو خود ہی خط مین لکہہ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بہی کہنے لگا) مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانوروں کی محض بے عقل تہے پہر کیونکر بی بی حوا کو دیکہتی ہی سخت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور اختیار تالیان بجاکر ایسی وقت کے گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابہی تو علم بدن چہپانے کا بہی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جاے علم ازلی وابدی ہونے خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قویٰ سے ہے مگر پہر قوہ اپنا کام جدا جدا کر رہی ہے الخ اقول سلمنا کہ انسان معجون مرکب ہے مگر بعد ترکیب معجون کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ پہر اونسے بحث کیجاتی ہے بلکہ یہی معجون ایک خاصیت اور مزاج پیدا کرلیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق وارد ہین جو مثلاً افعی بہی

داخل ہے وہ سمیت دکہانا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علحدہ علحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیہ مین انا ہم
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کر
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہہ معنی ہونگے انا خیر منا فافہم دوم انسان مع انکے تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اور نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی ال
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی و اعضا و حواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجموعہ کا متغائر
فی المادہ نہین ہو سکتا تو پہر خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما لا یخفی علی الفطین الخ سوم امر سجود کا کوئی وقت تو آپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم و تعین کے ساتہ معین نہین کر سکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیہ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرلیو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلقتہ پہر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت بین بلوغ آدم پر
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہدیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان پر اصل خدشہ
اور ہی کچہ ہے یعنے امر و نہی جسپر ثواب و عذاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہو سکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نہین رکہتی
تہی تو امر سجود گو خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی رجیم
اور ملعون ہو کر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہو چکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الٰہی پورا ہو
کا پس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہے اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کا جامہ زیست
1

کا نام وہ ابلیس رکہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہین ہے تو آپ ضرور ہی کہ وجود خارجی لیسا
بالکل نہ رہنا ایک ابلیس لیجئے قوت آدم کا مان لیجئے جہاں کہ ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قوی سبعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکہہ چکے ہین لایعصون
اللّٰہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی بہی ملائکہ قوی کے ساتہ
مامور بسجود تہے یا نہ تہے شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بہی مراد
ہون اور مجازی بہی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا نے تبیین الکلام مین مطابقت درمیان توراۃ
کی اس آیت سے کرچکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرًا من صلصال من حما مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تیرے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤنگا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پہر جب ٹہیک بنا چکون اوسکو اور پہونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ غرض شہادت کا وجود قبل وجود
ذاتی ہے نہ تہا صاحب قوی کے امر کے وقت معدوم مطلق تہا تو قوی کیونکر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق توراۃ کی او تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہو سکیگی اور یہی ارشاد
ہوجاتے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا تعذر واقع ہوا آیا اونکا بہی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہ بہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بنائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی
و مدعا علیہ بنکر آئے تہے اور حضرت ابراہیم کے گہر جو فرشتے آئے اور گہی مین تلا ہوا بچہڑا کہانے
سے انکار کیا تہا اور پہر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قوی انسانی اپنی ضروری سمجہی گئی ہین بہر کیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل رہتا تہا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرۂ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوائی آدم ہی ٹہہراوین اور اپنی بات پر بلا وجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین و کافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہوجائیگا کیونکہ ہر انسان کی قوی ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہونا چاہیے سیلئے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے لیئے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین سکے ہوا
بحالہم رہینگے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جاتیگی ان اللہ لا یخلف المیعاد کو
باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی ہیچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹہرینگے دیکہا چاہیے دوزخ مین جاوینگے
یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ وجنت سے بہی منکر ہین تو تنعیم وتعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے
اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بہی ایک انسان کامل کی تین
اقسام ہوکر میعاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری انجم اگر تفرق اتصال آپکے نزدیک درست
نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو نہین نہین خلاف تجربہ کے اور
علیحدہ علیحدہ تنعیم وتعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت سے
اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹہریگا اور شیطان بہی کہ جزو لاینفک وسکا ہے
لسبع بہی داخل جنت ہیگا علی ہذا القیاس قوی ملکی جو معصوم ومغفور ہین دوزخیون کے ساتہ داخل
نار ہونگے وفیہ ما فیہ اور یہ بہی ہوسکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالی اپنے وعدی کو
پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے جونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر
سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان مخلد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا آپ خاکسار آپ سے برہان طلب
کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجا لانا قوی انسانی کا اور اطاعت
انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیے ہین اور کس لغت کی کتاب
مین دیکہے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تہا مگر وقت واحد
یوم واحد کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا خدمت ملائکہ کا ٹہرا مگر قوی
ملکی بقول آپکے آدم کے روز ولادت وقت واحد سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے
ہین اور قوت بہیمہ سرکشی ہمیشہ کرتی تہی پہر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطلوب
ہوسکیگا علی ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا
مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تہی فاخرج منہا عجب حکم ہے اور خروج کے معنی
سرکشی کے بہی قابل تماشا اہل علم ہین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بہی حضور کو
بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب آدم اس طرح کو ہوسکے تو قوت عالم وعقل و

سامنے پیش کی تھی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینی پر عمل نہ کیا اور علم
و عقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرۂ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ و عرفانی ہے اور
علم و عقل پر عمل کرنیکا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ بجز پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہیں یہ افادہ نہیں کیا ہے کہ پہلے بھی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جو قوت
ہم پیش کریں تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرۂ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم اوسکو
جواب میں لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت میں مذکور نہیں ہے اور یہ بھی نہیں
ہو سکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کر کے پوچھے کہ لوگے یا نہیں مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہاں لونگا اور اوسیوقت عمرو آن واحد میں بھول بھی جاوے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہیں ہے تو بر وصحیح المزاج عالم الاسباب قوی
الحافظہ کے محالات عادیہ میں ضرور داخل ہے اب ارشاد فرماتے کہ معنی اس آیت کے کیونکر
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہہ دیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہونا آدم و حوا کا بہشت میں قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ ای آدم و حوا سکونت اختیار
کرو بہشت میں اور کہاؤ جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت
میں رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخر کار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کو
کھانے سے ہمیشہ زندہ رہو گے اور گویا فرشتہ ہو جاؤ گے خدا کی قسم میں تمہارے حق میں نیک
صلاح دیتا ہوں چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کھانے شجرہ کی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا یہی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہ ہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہوگیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء و خلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی و ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب کا آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت میں ہونا آدم کا تسلیم نہیں
کرتے ہیں نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہاں مانتے ہیں وہی سوال و جواب قوت علم و عقل کا تھا کہ

بنا رہے ہین تو تطبیق اذا نفسی کا متعذر ہے کما لا یخفی قول کیفی روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی وہی قوۃ مصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرماکر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین تصریح ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب اخذ کرکے قوۃ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری ومسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین بھی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلعم وھو الصادق والمصدق قال ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اہل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل النار فیدخلہا وان احدکم لیعمل بعمل اہل النار حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل الجنۃ فیدخلہا

متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر بھیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتھ چار چیزون کے پھر لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور شقی اور سعید ہونا پھر پھونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لاشریک کی قسم ہے بعض انسان عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتھ بھر جنت اوس سے رہجاتی ہے کہ سبقت لیجاتی ہے اوسپر سرگذشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس کو ہاتھ بھر رہجاتی ہے پھر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہیں ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام میں لانے پر تمام قوتوں کی بالانتجات وعذاب کا رکہا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکہہ دیتے اور اس حدیث سے بہی اتفاق کر دیتے خیر اب ہنسی اور بالفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کر سکے کیا قباحت ہے کہ قوت مقصورہ سے عمل کرانا اور اوسکو نہ دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جسے انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب میں علل ظاہری سے وقوع میں آتے ہیں مگر خدا کے مالک بہی اونسے متعلق ہیں فکذا ہذا قولہ جس قوۃ کو ہم تحریک دینا چاہتے ہیں وہ فی الفور تحریک میں آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان بردار ہے اسی کا نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بہی قوت ایسی نہیں ہے جو سرکش ٹہرائی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجہتا ہے پہر بہی کرتا ہے مگر یہ بہی کرنا نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکہو بعض مرتبہ ایسا بہی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجہہ کر کرتا ہے مگر وہ واقع میں اچہا ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچاتا ہے وکذلک عکسہ تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل سے سمجہنا چاہئے اور اس باب میں تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن میں نہیں ہے ورنہ پہر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی جو عقل کو دشمنی سے ہمیشہ دہوکہا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر کبہی صادق نہ آئیگی کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جائیگی اور دشمن و مخالف مزاج روح کے قوی کا ہونا ممکن نہیں ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بہی مجازی سمجہی ہے جیسا سارا طومار مجاز کا کہل رہا ہے تو پہر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی ہی کہہ دیجئے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فیہا اغوا تینے سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمیں رکہی ہے یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہیں سکتی یہی نافرمانی ہے اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کر کے علم حکمت سے ثابت کر دیجئے

کہ ہر ایک قوت یا البعض بدون البعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور اونمین سے
ہر ایک یا البعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قوی سے نہو اور خود انسان بھی اوسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش مین سرکشی کی قوت علحدہ مثل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوئیے کا مصداق نہین ہے کیونکہ قوی ا
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور
خواہ مخواہ فرمائے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بدو پیدائش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بارہا
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوئینی کہنے کی سن بلوغ مین عرض علم کے وقت کچھ بھی نہین
ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قوی کے معنی اور تعریف غالباً نہین جانتے
ہین یا تجاہل کر رہے ہین تب تو بعض قوی کا اختیار انسان سے خارج ہونا اور دشمن روح
قرار دینا یقینی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر مجکو یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کرکے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع
بحث مین فرماتے ہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی الخ مگر جب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو تہذیب الکلام مین ایک جگہہ صفحہ
۲۹۳ مین یہ عبارت پاتے ہین قوای بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہین
اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہہ اوسی تہذیب الکلام مین صفحہ ۱۵۳
مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کبھی اوسکے اثرات کو بطور وجود وسکے تعبیر کیا جاتا ہے
اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوای بھی متعدد ہین اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جن ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالی نے فرمایا ہے وہ متعدد ابلیس
حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہون حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہین دیتا ہے وہین اونھی فعلیہ البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائے جاوین

اور اوسکا انتظام کو ایک لشکر قرار دیا اوسے تب ہی توافق آیات قرآن کا منشا درست ہیں کہ تو
عین موثر نہیں ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ماحصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر جلانا
تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا بہی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت موہومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بہی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام قاتل اور منحصر ہے یعنی سب اغوا و جو اد
بنی آدم کرتے ہیں پھر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بہی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و ترتیب محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہیں ہے تو اوسکا انتظام کیونکر لشکر ٹہریگا لامحالہ دونوں تفسیر
مخالف ہے تفسیر صحیح مجازی کی بہی نہیں ٹہری آپ مہربانی فرما کر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کر کے ساتھ دلیل فارغ عن الاحتمال کی بیان کر کے اپنے دعوی کو ثابت
فرما دیں اور ہمکو یہ بہی بتا دیں کہ تمام آیہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشہ علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ آپکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکہتی ہے و دونہ خرط القتاد قولہ تمہارے
قوی کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہیں اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اوپر
ہے باقی قوتیں اوس سے نیچے ہیں یہی معنی ہیں خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے
کی آگ مراد نہیں ہے اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ قوت کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہیں
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہیں ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکہی ہیں وہ آپ کے خیالات
موافق نہیں ہیں اور بہیمیہ میں بہی کوئی خاص قوت کسیطرح ایسی نہیں بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتھ روح کے ہو جس پر تعریف اِنَّہُ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کی صادق ہو
اور اطاعت سے باہر رہتی ہو اور یہ بہی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہیں
اور اونکی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انعقاد ان ترکیب جسمانی قوی موہومہ کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لیا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر جز
تو اوسپر تعریف جسم کی کسواسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین ماعدای قوای ملکی و شیطانی انجماد
حضور والا کی جسم حضرت آدم کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون نہ رہ جاے مگر پھر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کسواسطے صادق ہوا نکا کہ خلقتہ من طین یا خلقتنی من نار یا خلقتہ من نار و خلقتنی من نار چھٹے
وہ سرجوش حرارت غریزی کا کیا جز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین سرجوش لدمن حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کے پاس ہے پہلے تو مہربانی کرکے حرارت غریزی کا مین جدت
ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد پھر جوش بتائیے پھر یہ ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہوکر بنتی ہین افسوس یہ ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف
بھی شاید نہین جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو جی مین آتا ہے بے تکلف ارشاد
ہوتا چلا جاتا ہے کاش کبھی طب کی کتابین تعریف حرارت غریزی اور قوی کی دیکھہ لیتے سا تو ین کیا ذکر
ہے کہ بشرط التسلیم سرجوش کی ایک ہی قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی رہتی ہین یہ تحت و فوق باعتبار محل و مقام کی ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار افضلیت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے لا نسلم کہ قوت عقل و علم بھی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہین ورنہ
تکالیف شرعیہ باقی نہ رہین نہ قوت شیطانی کا کچھہ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
ابتک کوئی برہان نہین پاتے ہین کہ قوت علم و عقل وغیرہ اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم ذہبی نے آپکو کیا وساوس مین مبتلا کر دیا تہا تو ین آپنے
تو فرمایا تہا کہ آدم کو صرف علم اسمار کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات نہ کا

بڑےاہتمام سے ایکو کہاں سے سکہاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل
دسوین آپ نے یہ نہین لکہا ہے کہ نار حقیقی کی سرجوش سے نوت بہیمیہ بنی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کر کے معنی قرآن
کے بیان کیجیے کیا یہی مولویصاحب کی چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار سے
خارج نہ سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ وجود جن و ابلیس بہی طیار ہونا کچہ بعید نہ تہا مگر جدا ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ سے مستخرج ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کریگی بہرکیف مجازی اور محتاج دلیل اور محض تو ہمی ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارت لائی یا چولہے مین جای یا اپنی گرمی دکہائی موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو باتفاق جمہور اہل اسلام کے اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے بہر طبق وسواس آدم وہی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف وظرائف کہلاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہلاتے ہین آب یہ ارشاد فرماتے کہ سرکش ہونا فوت کا مرادٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کی
تو پہر واستکبر کے کیا معنی لیے جاینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے یعنے اب یہ معنی آیۃ کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اون ملائکہ مین واستکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کی
ہو جاینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہہ کر تفسیر
بیان فرمائیے قولہ سوال داداجان یہ تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیے کہ ہر انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر
جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قوی کا انسان خود مالک

و مختار ہے اور اونکو کام میں لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نمانتا بایا گیا ہے
اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا ماننا پڑا
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کر کے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہو گا نتیجہ سوال کا تو یہ تھا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑہے
ہو جاؤ مگر پہر نابالغ ہی رہو حالانکہ قوت علم و عقل بہی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا اور تمام
قوی قبل بلوغ بہی اپنا اپنا کام کر رہی تہین اور اطاعت آدم مین جبلی آتی تہین اور جسکو خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تہا اور اپنا نائب کیا تہا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تہا جو اور کسی مخلوق مین نہ تہا تو پہر خود ہی اوس علم و عقل کا
بخش کرنا اور منع بہی کر دینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغویات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے
گنہگار ہوا کیسا رضاء الہی کا موقع تہا تو پہر کیونکر ہم مان لین کہ واہ جان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہو سکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل
سوال کا یہ جواب واہیات دیا کہ انسان اپنی قوی پر قادر تہا لہذا اس بلوغ مین اونکو استعمال
کر کے گنہگار ہو گیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر پوچہا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا
اور خاصہ ولازمہ انسانی سے کسواسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہو سکتا ہے اور جو فعل پہلے سے موجود تہا اوسکا پہر لیا دینا اور منع کرنا کیونکر ہو گا جواب یہ ہے
کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہو گیا کوئی پوچہے کہ وہ جوان کیونکر
نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف ما لایطاق
مین گرفتار رہتا آتا عقل حیران ہے کہ آدم جی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجہنے کا شعور نہ تہا
تو پہر معارف و حقائق سکہانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹہے
خیر آدم خیالی تو مجبور ہوتے مگر دیکہیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہو کر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا کہاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ تہا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول تہا

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو ان الفاظ کے ساتھ صحت حدیث [illegible] جناب مجیب
آپ نے ضرور سمجھ لی ہوگی تب ہی تو زور شور سے فرماتے ہیں کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
میں بھی مشتاق ہوں کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے آپکے
ذریعہ سے ہمکو بھی ایک فائدہ حاصل ہو جائیگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مشکل ہے
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرمادیا غالبا موضوعات ابن جوزی و
تخریجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب حالی نے ضرور دیکھی ہونگی اور
حال کہل جائیگا فافہم ولا تکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کر کے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کر کے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہیں رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر میں آپکا غالبا یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض سننے کے لائق ہے اور
اسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے مچھلی کو غنیمت بتایا تہا لاحاصل بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنی جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ
نبیوں کی نبوت اور عابدوں کی عبادت زاہدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق
شاعروں کی شاعری فاسقوں کا فسق کافروں کا کفر سب وہ اپنے ماں کے پیٹ میں سے
لیکر نکلے ہیں وہ سب باتیں ان کے واسطے لازمی ہیں اور سب کے ہو کے رہ نہیں سکتی ہیں
نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی ملخصا اسکے آگے
جابجا حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنی انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام میں لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام میں لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں انسان کی نجات محض
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمیں رکھے ہیں اور جسقدر رکھے ہیں اون سب کو بقدر
اپنی طاقت کے کام میں لاتا ہے اگر قوای بہیمیہ اوسپر غالب ہیں اور قوای ملکیہ کمزور تو وہ شخص

کہ ذرقوی کو مجبور سے اونکو بہی کام مین لاتا رہے بہی گناہونکا علاج اور توبہ اور کفارہ ہے اب مجکو حضور کی خدمت مین کئی التماس ہین اولاً قول بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث ٹہرا کر مردود سمجہا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہوچکے ہین تو جس آدم وہمی کا تالیان بجانا اور ناچنا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم پر عبث افتخار ہے کیونکہ عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور تصنیفات قدیمہ کو ہاتہ مین لیجیے چنانچہ تبیین الکلام کے صفحہ ۷۶ مین یہ عبارت ہے کہ ہم مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا سرانجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب ہوسکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بین الجبر والاختیار اور کسبکا نام ہے صرف کرنا قوت ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کرکے انسان کو کاسب اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لینا پڑیگا قدیہ ثانیاً آپ نے اقرار کرلیا ہے کہ جو کچہ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک خواہ بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی وضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام مین لانا یا نہ لانا بہی ماں کے پیٹ سے لاویگا پہر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے ایمان یا کفر عبادت و زہد خواہ عصیان و فسق سب کچہ ساتہ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضروری ولازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری ولازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا وکلا کافر جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا ولا تبدیل لخلق اللہ خود حضور والا نے جب معارف وحقائق آدم وہمی سے سیکہے تو ارشاد فرمایا کہ ہم بہی ان حقائق ومعارف کا آپکی زبان مبارک سے سنتا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے بلفظہ جب یہ حال ہی کہ کسی سے ہمکلام ہونا وہم وخیال مین بہی بطن مادر مین مقدر ہوگیا تہا اور اوسکا ظہور لازمی تہا تو پہر قوائے بدنی کا کلیتہً کام مین لانا نہ لانا کیون نہ ساتہ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو کس طرح مختار ٹہرایا جائیگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کرسکتا ہے اور قوی پر اختیار ہوجاتا ہے کسی نے اجمل نجات ہے گر لامحالہ ... مجبور ... اختیار ... اور آنکو ایجاد

حاصل یہ کہ آپ [illegible] فرماتے ہیں کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جسوقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد و عابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت جمع رہینگی اور ممکن ہے
کہ دونوں قوتوں کا ایک ہی وقت میں استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی و ہو محال
اور آپ یہ نہیں کہسکتے کہ ایک ہی وقت میں دو قوای متضادہ کے استعمال پر قادر نہیں ہے کیونکہ
شروع بحث میں بغیر کسی استثناء و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کی ہیں کہ قوای انسان کو دی
گئی ہیں وہ خود اوسکا مالک و مختار ہے اور اون سبکو خود کام میں لاسکتا ہے جسقدر قوی ہیں ہمیشہ
وہی کام کرتی ہیں جسکے لیے مخلوق ہیں فافہم رابعًا جب نجات و درکات ایمان و کفر و زہد و فسق
آپکے اصول پر نہیں ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام میں لانا بھی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہوجاویگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل
وہ دونوں کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہیں نہ اختیاری انسان کی ہیں خامسًا آپ فرماتے
ہیں کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہوں اور ملکیہ مغلوب ہوں تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بھی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرماتے ہیں کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہوگیا
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور میں آیا تو کیا یہ فعل حسن اوسکو دوزخ سے
بچالیگا اور نجات دلادیگا اور یہ بھی آپ نہیں کہسکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور ہی تک آتی ہے
مگر کفر و شرک تک نہیں پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بنادے اور قرآن شریف میں صاف وارد ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا
يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ پھر قوی ملکیہ مغلوبہ کا استعمال
بے فائدہ ہوا سادسًا آپ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ شقی و سعید بطن مادر میں ہوچکتا ہے اور انبیاء علیہم السلام
فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الماء والطین سعداء یوں کہتے ہیں انا سعید و آدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی و آدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا سعید و آدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری ہونا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوئی ہوسکتا ہے

پھر استعمال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایماد لیبق کا کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا وہ ہی بحث جبر وقدر اپنے حال پر باقی رہی جسکو شکلیں لکھتے آئے ہیں اور تمام مسائل میں مشکل سمجھتے رہے ہیں ہان استقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہو گئے وگر نہ جب کسی طرف سے نجات نہ ملیگی تو آخر حضور کو وہ ہی کہنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہیں مگر گردن کے پیچھے سے ہاتھ لا کر ناک تک پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر وقدر کا نہایت آسانی سے طے کر دینے کے پردہ میں آدم وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تھا وہ تو غلط ٹہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام تفسیر بدیہ خود بخود بے اصل ٹہر گئی اپنے ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا اور الحمد لله علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگر یہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان وکفر کا عدم نجات کا تو ہم نہین کہا ہے بلکہ صرف عبادت وفسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابھی سر اوٹھانے کی جگہہ باقی ہے تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص میں لفظ ایمان وکفر کا نہین نکلا مگر میں ثابت کر چکا ہون کہ آپنے شقی وسعید ومومن وکافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جبلی اور مادر زاد اور لازم الوقوع قبول کیے ہین تو کچھ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نہ رہی گی بلکہ ایمان وکفر بھی وسی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بھی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر منتہی لانا ہی کام نہین ہے بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشا ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو منسوب کیجاتی ہے تو آپ کی زبان قلم سے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چھوٹ گیا کچھ فائدہ آپکو نہ بخشیگا اور مفر نہ ملیگا اور جب ہمنے جبر محض ہی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی صانع کے انسانکو اپنے قوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہے جو استعمال ہی کرنا تھا کر نامان کے پیٹ سے لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید وانا شقی پکارتا تہا اور یہ سرگذشت آدم کا سننا بھی مان کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا فائدہ وہمکو اصل مسئلہ جبر وقدر کی بحث صرف اسواسطے لکھنی پڑی کہ مخاطب الامراتب نے کچھ نیا خیال بنا کر دعوی کیا تہا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہوگیا حالانکہ اور بھی زیادہ مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام لکھنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بھی اسقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہے نہ تدبیر قول آدم کا تائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابات کی قسم سے ہے تفسیر

فرشتے کیسے تکرار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق
ہین لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون اور تعلیم اسمار سے مراد وہ ملکہ
علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وجود ملائکہ سے بہی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلے
جو فرشتوں کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجھیے کہ ایسے فرشتے
جیسے قرآن مین مذکور ہین کہ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الخ
اور پہر مزید فیہ یہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتونکی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ
مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو بہی ظاہر سے صرف کرکے قوای انسان پر جمادیا اور قوی کو ملائکہ
حقیقی بہی ٹہرا دیا مگر پہر ہم یہ بہی دیکہتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بہی خود بدولت کی تحریر
سے نکلتا ہے مثلا فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتو
بہی مقدور نہین کیونکہ اونمین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اتو خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہ سلسلہ
کے ساتھ یہ مذکور ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا الی قولہ تعالی
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ الخ سوال جواب فرشتونکا ساتھ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا
اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی
ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پہر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور شروع
آیت کا مضمون قوی سلیمہ کے ساتھ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب
مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہین ہے تو پہر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی
پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب
کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم وہی سکے مسجود ہونکی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجھ
ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچہین اور کس سے
گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچہ غرض رکہی ہے نہ اپنے قول کی سند مین
کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکہتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو ہے وہان قوی انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح تبادر اوہان بعینہٖ ذکر قوی کے اور بدون قرینہ مقام کے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان مین ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہین کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے تراین تجویز کیا ہے بالکس طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام وتعجب کے تہا یعنی ملائکہ نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو اونکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادہ خاک سے جو امور ہین وہ لوازم مادہ نور سے برتر نہین ہین پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے کہ جو سرشت خاک مقتضی تکمیل و اشرفیت کی نہوگی اور زمین مین فساد وخونریزی واقع ہونے لگی لہذا تعجب کرکے جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہین ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا ہے کہ ای رب تو کسطرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہین لاتا تب عرض کیا کہ ہان مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہون آیات قرآنی مین اس قسم کے امور مذکور ہین اسی واسطے خداتعالے نے فرشتون پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ مین سب کچہ جانتا ہون جو تم نہین جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کردینے کی یہ صورت کردی کہ آدم کو علم اسما عنایت فرماکر ثابت کردیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر مین عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام مین اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیرون کو نہین پڑہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہین اور باعث ضلالت سمجہتے ہین اور خود ہی اپنی اوہام وظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہشیارون سے تشبیہ دیتے ہین تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام ہر چیز کے اسطرح نہین سکہاتی جیسے اتالیق بچون کو سکہاتی ہی بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسما کا علم نہ حقائق اشیا کا ہمکو معلوم نہوا کہ حقیقت اشیا سے کیا مراد رکہی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ و مجاز بنا سے ہے ہین حقائق اشیا مین خدا جانے کیا فرماوینگے خیر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ صحیح ہے یا نہین اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اوسکا کیونکر ہوگا اور یہی التماس ہے کہ علم اسما کا

بغیر علم ہے کیونکہ مراد ہو سکتا ہے اور مسمی کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ اور أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ کے کیا معنی ہیں اور پھر اس جملہ کی کیا مراد ہے یا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ یہ ضمیریں کس کی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت اشیاء کی کیونکر بیان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تھی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم محیط تفصیلی بمثل خالق اشیاء کے ہونا بحث فیہ سے خارج ہے لا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کر لیں کہ حقیقت اشیاء کی نہیں بتائی تھی تب بھی اسماء کی لفظ بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح ہو گا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہو گا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بھی قوی کی بیان کر رہے ہیں اور خدا اکبر کی تائید نا کا لفظ جو لکھا ہے اور ظرافت خدا کی ذات کے ساتھ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے نہ ہمیں الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہیں الخ اقول آپ تو بالکل اولٹی تقریر کرتے ہیں اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ تھا جسکو قوم وحشی بیان کر کے اسکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالیٰ آیات بینات میں ظاہر نہ کر سکے خدا جانے آپ ہر مقام میں نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کچھ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے اب تک اختیار کیے ہیں وہ کیونکر قانون فطرت کے خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس نیچرل اسٹ کا قول آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی اقول محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوتی ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار ہے کما مر اَنفاً قولہ کچھ صفات اوسکے قرآن اور روایت سے پائی جاتی ہیں بڑی صفت یہ ہے کہ وہ مغوی آدم ہے کما قال اللہ تعالیٰ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ الخ اقول ہاں یہی صفت

اوسکی ہے اور انہ عدو مضل مبین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کی ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوتے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ یہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہکر عین انسان قرار دیجئے خواہ ذات
سمجہکر لاحول بہیجے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو پہر گنجائش کلام
ہے **قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول** ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر وشجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا اور
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ وجن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی وخیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس البصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین وجن کو صورت
انسان وحیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا **قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول**
اوس قوت کے متعلق ہم مجملی جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہہ آپ اپنی
کی ڈاڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال کے بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہوجاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاویگی پہر اگر
داڑہی اگر ہاتہ مین آوے یا گال لعل ہو جاوی تو آپ کے اصول پر کچہ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبہی امین نہ رہین آپ سمجہتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت
تہی الخ اقول آپ بیٹہے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کرتے ہین یا
مشرقی علوم جو قرآن و حدیث و تفسیر و اصول و فقہ و کلام و عقائد اہل اسلام ہین اون سے آپکو
نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجہتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے ماحصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین رہے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ و فلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکل آیا جی تو چاروں طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن و حدیث
کو بہی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک فن کے علوم میں
بہی پوری استعداد ہوتی تو کچہ کر دکہاتی بعض متنبر لکی بہی تقلید کچہ یا تو نخین اختیار کی یا طبیعہ
کیطرف بہی رجوع کیا تہورا امیہ کی بہی مدد لی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا تیری خطا معاف مہر حضور نکر
عقائد اہل اسلام لکہنے شروع کیے لوگ خوش ہوتے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑ گئے
کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری الہٰی متکلمین پر افسوس ہے یعنی پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجہے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت ضعف کے ساتہ بیان کر کے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنی فرمایا ہان بیشک
ایک شبہہ ایسا وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے ہین اور سمجہتے ہین یہ خیال
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی و ابدی ہو الخ مصنفا اس شبہہ کے ہونے
کے لیے کچہ بہی قدرت نہ پائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین ہان

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہین ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود ہے ہوتی ہین یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسبت
نہین ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود * پای چوبین سخت بی تمکین بود * یقین کے لیے ضرور ہے کہ بعرض اول اسبات کا یقین
دلایا ئے کہ فی الحقیقت ایسا ہی دو تہرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت کہیے کہ خدا کی
توحید ثابت نہین مگر وہمی و فرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہوسکتا
الخ بلفظہ مختصراً خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تہا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جابجا پر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز ہی نہین رہی تہی معقول ہی معقول پکارے جاتے تہے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب سلیم سے عقلیہ و فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہین ہے مولوی روم صاحب کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تہا تو صاف
لکہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا این شور اشوری یا این سے نکلی اس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث مین لکہی ہے ذرا یاد رکہیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق رد و قدح
کیا کرتے ہین اب مین بہی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوتا تہا اب مین پوچہتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک لباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بہی
اس خوبی کے ساتہ کہ حضور کو اگر نہ دکہا وے تو جو تا ہو جاے فرماتے آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہمیشہ اوپر ہو چکے ہین جسکا انکار نہین ہو سکتا
کیون نہین فرمایا ہو کہ اگر دو خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکملہ ذات مین خواہ معدوم ہو سکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود گو گورکہ دہندا اور گہڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد ہو

عجیب تقریر ہے جائز ہے کہ ایک لکڑی کے پرزے متعدد کاریگر بنا دیں اور جست بھی
سب برابر ہوں فقد بر معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرتا تھا اور ممکن الوجود ثابت
کرتا تھا سو اوس قدر کو اپنے خوشی سے تسلیم کر لیا پھر جو کچھ بحث کی وہ بھی منقول و معاد ردہ علی الطا
پر تمام ہو گئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہو جائے نہیں ہو سکتا تھا جواب سے قد
مضطر ہو کر آمنا صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہیں ہے کہ امتناع شریک باری
کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکھدیں اور اصل مقصود سے بعد واقع
ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب او
اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجھتے ہیں اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہیں جب
ہم مسلمانوں کا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدانخواستہ
ہو گئے تو پھر اپنے خاص مسئلہ معجزات و معاد ہو جاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر
ہوا کریگا جسمیں معاد یا معجزات کا ذکر ہو گا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل ہیں نکلیگا تو مغربی
تعلیم یافتہ لوگوں سے پوچھتے پھرینگے وہ فرماوینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو پھر لوگ خدا
جانے کس مذہب کے کنوئیں میں گر پڑینگے فرمائیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کے خیالا
ت کے اصل کا جواب کہاں سے لکھا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا بھی ایک حکیم نیچرل اسٹ
ٹھہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا
آنا کیونکر محسوسات ظاہری کے موافق ہو گا اور کون مانے گا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے
شق القمر واقع ہو سکے یا وہ باتیں صحیح ہوں جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتھ موافقت
نہیں رکھتی ہیں مثلا قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بھر کھانے سے ہزار آدمی سیر ہو کر
نہیں کھا سکتے ہیں خصوصا ایسی حالت میں کہ وہ کھانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے
ابھی بچہ نہیں دیا ہے وہ دودھ دے سکے یا جانور انسان کا سا کلام کر سکیں یا پلک مارنے میں
بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہو جاوے یا پتھر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا
کسی انسان کی مسخر ہو جاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیرہ ذالک من المعجزات نہیں
معلوم یہ سب کچھ کیونکر نیچر سے موافق ہو گا اگرچہ آپ صاف صاف نہیں فرماتے ہیں اور

ابھی مسلمانونکو نہین ٹھہرکانے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے
ملاتے ہین اور اقوال اکابردین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ
رجوع لاوین دربردہ تو آپ سب کچھ کررہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کھینچ
بولاتے ہین اور بنی امی پر نیچر کی پابندی جماتے ہین تھوڑا عرصہ نگذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی
حرص ہوائین گرفتار ہین قید نماز وروزہ وپابندی احکام شرعیہ منقولی مین عقلیات کو دخل
دینا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر یکی منکر شریعت بن جاوینگے خصوصاً جس وقت
کتب دین وایمان کی جگہہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی ٹھہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی
ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے
رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہونگے کسی ایک حدیث مین نفرمایا کہ قوہی ملکی وشیطانی
کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور امی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے
کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تھے اور برملا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تھے
سامعین حیران تھے کہ جو شخص خود امی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب
لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی وتعلیم ربانی ہو اور اگر
نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات ہے ہزارون نیچرل اسٹ گذرے ہین اور
ہوجاوینگے ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہوسکے گا
ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہوجایگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کے
چشمہ کا پانی پیین جو جا بجا جاری رکھنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے
کہ انکو بھی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین اور جس
علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکھتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن وحدیث وفقہ واصول ہرگز
نہین ہوسکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود
خارج من الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف
واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابھی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد ومعجزات انبیا اگر حقیقت
پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلاً بیان ہوئے

سمجھایا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹھہریگا آپنے ابتک ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتھ
معادات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسب نر
پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پھر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات و توہمات پر
آپکو جزم و یقین جو کچھ ہو جاے وہ مان لیا جاے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور اسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظاہر الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پھر آپکے مخترعات کو صرف [illegible]
کہدینا تو غنیمت تھا یون کرنا چاہیے تھا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلا اگر کوئی کہے کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرع یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا ہو جو عقل کو زائل کر دے مگر خمر قلیل جو فتور
عقل پیدا نہ کرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور کہا جائیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ استعار
اور یہ آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتھ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قواے بدنی کی اطاعت پھر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بھی کوئی آیت نص نہ ٹھہرے بلکہ آدم کا وجود بھی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام نصوص آدم
کی اور ساری تفصیل انکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوٰۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بھی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بھی منصوص نہوگی اور انکا تاول

ومنکو معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع اُمت کی ملا کر دیکھیے اور اوسکی تفسیر عیب سے
چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی کہ کسی
لفظ بر حیثیت ظاہر کی صادق آویگی قولہ ہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کے آتا ہے وہ اپنے معنی حقیقی مین مستعمل نہیں ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۶۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تھی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسیکی
معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات سب جیسے سُننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہمارا
سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہیں ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مشابہت
نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصراً غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال ربک مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ
آلات متکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹھہریگا اور کیا فرماتے گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۱۳ مین لکھ چکے ہین کہ
ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اوسمین بالذات ایک ور معجزہ فصاحت کا بھی مقصود
تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ بھی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگونکو پڑھ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجھا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکے لفظ بھی خدا سے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بھی حقیقت آپ ہی نے
تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی

کی صورت مین بنکر آوے اور خدا کا پیغام پہونچا وسے اور اس قول کی تائید مین ان فرشتون کا اور کلام کرنا حضرت مریم سے کے ساتھ آیت قرآنی سے لکھا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیونکر حقیقی نہو گا اور شیطان کا کلام بھی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار نہین ہے اور شیطان بھی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بھی باعتبار ذات آدم کے حقیقی ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے تو وجود واجب الوجود کو بھی غالباً مجازی سمجھے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بھی معنی مجازی پر محمول نہین ہے جتنے مانا کہ بقول جناب کے لاو کلو کا لگایا ہوا نہ تھا مگر لاو کلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تھا جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہین کہ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے کہ جنت کے پتون سے بدن کو چھپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آئے فرض کیا کہ آدم بقول حضور کے باغ دنیا مین تھے مگر اوسمین درخت بھی تھے جنکے پتون سے بدن چھپایا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکھتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے پھر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی لکھنا ہم مناسب سمجھتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین مگر قرآن شریف مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تھا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ مین کس کے ساتھ مماثلت تھی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تھے جایز ہے کہ اوسکی خاصیت یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکھین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تھا اور تجربہ جدید سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاوے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تھی کہ قوت علم کو بڑہاتی تھی بہر کیف نام رکھنا کسی موجود حقیقی کا باعتبار مناسبت صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کی

اکثر مخالف ہوتے ہین اور خواص بھی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت
اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکمای قدیم وجدید نام
بھی رکھہ دیتے ہین مثلا اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خدا نے خاصیت
دی تہی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسمار سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہتہ باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بہی انکار حقیقت اصل شجرہ سے کچہ واسطہ
نہین ہے اور ایسا ہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی او شجرہ طوبی وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیتہ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بہی محمول ہون تو پہر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی
ٹہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکہی ہے وہ تو الفاظ آیۃ سے کسیطرح مطابقت
نہین رکہتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسی طرح
حال قال ابلیس کا بصیغہ واحد اور آدم وحوا کا بصیغہ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تہا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا او
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکہی ہے
وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوہ حوا سے بلکہ حوا کا صغر سن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اوسکے سامنے بہی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اوسکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بہی اغوا کیا بلکہ تبیین الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کہایا تہا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا
تو فرض فرماتے کہ کبہی ایک کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے اور ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کرکے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرماتے یا یون فرماتے

که مردود ابلیس نے سجده سے انکار کیا گو وه سجده بمعنی تعظیم حضوری ہی کیون نه ہو تسلیمات مین ضمیر
واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذی علم کہسکتا ہے که ایک ہی آیۃ مین جس جگه دو آدمی
مراد ہے وہان صیغه واحد کا مستعمل ہو اور جس جگه دو مراد ہے وہان صیغه تثنیه کا آوے یہ بھی معنی
خلاف اوسکے مراد لیے جاوین اسی طرح شجره کا لفظ بصیغه واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیه یا جمع کی نہین
آئی ہے اگر سن بلوغ تک پہونچکر آدم کا گنہگار ہونا و شجره سے مراد دو قوۃ علم و عقل کی ٹھرائی جاوین
تو دو شجره کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکه ظاہر الفاظ آیہ کے خلاف ہے اور یہ تاویل تحلیل حضور
کے ارشاد سے نکلتی ہے که شجره واحد اسواسطے صحیح ہوگا که علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت
بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجره علم و عقل کا پیش کیا جانا اور بروی آدم کے مراد ہوگا اسکی
نسبت خاکسار عرض کرتا ہے که جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور کمال اجمال
کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کیونکه علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہین
ہے بلکه بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا که اگر مثلا قوۃ واہمه و حافظه وغیره
بیکار ہون تو مجرد قوۃ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکه ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے
که بعض قویٰ کے فقدان سے عقل بھی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم
و ملزوم ضرور ماننے پڑیگی اور لازم کا لازم بھی لازم ہوگا پھر کوئی وجه تخصیص عقل کی نہین رہتی ہے
صرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے که سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹھہرجاوے
اور شجره علم کو ساتھ عقل کے چسپان کردیا جاوے اگر تنہا شجره علم مراد لیجاتی تو تفسیر شجره مین فتور
واقع ہوتا تھا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہ کی کما لایخفی علی اولی الالباب
قوله کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین که لفظ خبیث کہا سو اتھا سے حضرت آدم کی لنبی لنبی گول
گول چیز دکھائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکھائی دینے لگی الخ اقول خود جناب منتخب
آپ نے تبیین الکلام کے صفحه ۲۵ مین لکھا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے که جب آدم
و حوا اوس درخت مین سے کھا چکے تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے که کھانے ہی سے
منع کیا گیا کیونکه اگر پاس جانے سے ہی منع ہوتا تو بمجرد پاس جانیکے کھانے سے پہلے اونکی
برہنگی ظاہر ہوجاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے که جو الفاظ تخشی

اور بہایت خلاف تہذیب اخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہین اور دواب تحریر
عالمانہ وکہا یا ہے شاید اِسے سول ایڈیشن اسی کا نام ہے جب حضرت آدم وحوا اولاد کی وجناب بی بی
حوا کی نسبت فحش اور تمسخر سے حضور والا کو دریغ نہین ہے تو ایک پرچہ مین جو بہشت کو
چکلا اور حورون کو کسبیان اور امور معاد کو جا بجا نئی تحریف اپنے کسی دوست کے نام سے
چہپوایا ہے کس حساب وکتاب مین ہوگا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول مین خود بدولت
بہی پہلے شریک ہون اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کرین اور حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان مین فحش کلام لا کر خیال تہذیب پر افتخار کیا جاے
اور مفسرین اہل اسلام پر طعن وتعریض کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ پکا بول حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہین کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
وہ متعلق معنی ومراد لفظ سواتہما کے نہین ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی الخ

فرج الرجل والمرءة وذلک لان ظہوره یسوء الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلک الثوب فذلک قولہ تعالی فلما ذاقا الشجرة

بدت لہما سواتہما انتہی بلفظہ اتبو پردہ فاش ہوگیا کہ تفسیر کبیر ستا ئے جناب مین بہی سوأة سے
مراد عورة ہے ہان مراد اغوا سے ابلیس کی یہ تہی کہ آدم وحوا کو ذلت ونقص منزلت و
زوال منصب لاحق حال ہوجاوے اور کچہ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہین ہے

بلکہ بخاری نے بہی اپنی صحیح مین جو تفسیر اپنے اسناد سے لکہی ہے وسکے یہ الفاظ ہین یوتنان

الورق ویخصفان بعضہ الی بعض سواتہما کنایہ عن فرجہا ومتاع الی حین ہہنا الی یوم القیامة
الخ اور عبارت تفسیر کبیر سے وہ شبہ بہی حضور کا رفع ہوگیا جو فرمایا ہے کہ کہاگیہون کہانا اور کہا
برہنہ ہونا ظاہر ہوگیا کہ برہنگی بہ سبب عصیان کے ہوئی کہ خلعہ جنت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا
ستعبا و باقی رہ گیا جیسے شتقے اوڑاسے جاتے ہین فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ جنت
ہی مراد لیجاسے تب بہی مجازی معنی کسواسطے ٹہہرینگے ہم کہہ سکتے ہین کہ ہان یہ معنی حقیقی ہین
اور مراد یہ ہے کہ کہل گئے عیب آدم وحوا کے اور وجہ کہل جانے عیب کی دوسری آیات سے
ہم مطابق کردینگے یعنے عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہوجانا اور پتون سے بدن کا چہپانا آیتہ

بلفظ کشف سیقان علیہم ما فرشتہ ربی الخ تو غیر سے ہی ثابت ہو تو یہی عیب ظاہر سے ثابت ہوا
اور عیب عیبان کا بہی خود محتاج ثبوت نہین ہے جسکے واسطے عیب آدم پر نغوی وارد
ہے پہر نہین معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بہی کس طرح صادق آئینگے قولہ اسی
سورہ مین آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الآیہ اور یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الآیہ الخ اقول دونون آیتین ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپکی مراد حاصل
نہین ہوتی تفسیر معالم التنزیل مین پہلی آیت کی شان نزول یہ لکہی ہے کہ ایام جاہلیت مین برہنہ
ہوکر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا یعنی ہم
طواف نہ کرینگے کپڑون کے ساتھ جنمین نافرمانی کی ہے خدا کی اوس رسم کو خدا تعالی نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکہایا کہ تمہیں لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی عورات کو چہپاؤ
اور مال و زینت بہی دیا گیا ہے اور سب سے اچہا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا اسکے آیت کا
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہین ہو سکتے ہین پہر اس آیت
تذکرہ بہی عبث تہا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیت کے وہ تو بالکل ہماری ہی دلیل ہے
یعنے خدا تعالی خبر دیتا ہے کہ اے اولاد آدم کہین تمکو گمراہ نہ کر دے شیطان جیسا کہ تمہارے
مان باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ کہل جاوین اونکی
عورات چنانچہ تفسیر معالم مین ہے ای لیری کل واحد سوأۃ الآخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکہین لیکن تبیین الکلام مین بہ منگی کا آپ ہی لفظ لکہ چکے ہین
کما مر سابقا تو پہر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذلک اگر کہل جانا عیب کا بہی مراد ہو تو جب
بہی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسکے لین ہم تقریر
لکہ چکے ہین قولہ اگر قرآن کے یہی معنی لیے جاوین تو مجبوری کہنا پڑیگا سخن فہمی عالم بالا معلوم
حضرت کو ہیکڑ تولتی بہی نہین آتی چہ جائی خدائی الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی حامی ملت نیچر
خوب ہی کہل کہیلے صاف صاف خدا تعالی کی شان مین اپنے مکنونات خاطر کو لکہنے لگے اور سب
و شتم کے تیہرے لگی واہ رے تہذیب الاخلاق اور کیا کہنا ہے اس سہل الرشین و تعلیم مغربیہ
رد شنی جدید نکالا کیا اچہی ہدایت قوم ہم نہیں سمجہے بہلا اور کچہ نہ سہی ہو کر تو سنئے تو آپ کی تقلید سے

لوگ بیکلیہ جادو شیکے خیر حضرت آپ چاہین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراوین چاہین فہم سے
نے بہرہ بتاوین ہمارا تو وہی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن وانس سمجھتے ہین اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تھا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا مین
اوترنے کا ہوا تو جامہ بہشتی کیونکر ساتھ رہ سکتا تھا نہ یہ امر بہی سے کہنے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جائے اجتہاد وایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت وآدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پہر آیات کو نصوص کہنا بیجا ہے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت وملائکہ وابلیس بہی منصوص ہے ہان اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بہی لی گئی ہو اور ایلبم مین رکہدی جاے
تو بیشک نص نہین ہے مگر پہر بہی حضور سے یہ پوچہا جائیگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کہان سے
مان لی گئی ہے ہان مین بہول گیا ما القنی ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
یہ سب مضامین نیچریہ ہین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑہے اوسیطرح ایک دانا
نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونونکو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹہاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبون کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقریرات ومسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہ رہی مگر جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچر اسکی
مطابقت معنی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتادیجیے ورنہ مجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور ابتک اپنے دین سے
بہی ناواقف ہین چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجھکر آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ باقرار سرکار کے لاحول پڑہنا شیطان رجیم پر بذریعہ
تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاحول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح
شیطان کے واسطے [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] ہوگی مگر [illegible] جناب [illegible] حالی کو یاد فرما

کے صفحہ ۱۵۲ امین فرمایاہے ہم خودہی شیطان ہین اور ہم خودہی رحمان ہین بلفظہ اور افادات جدیدہ ہین جو کچہ ارشاد ہواہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی داڑہی سفید دست مبارک مین آجاتی ہے اور اپناہی گال لال ہوجاتاہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی تشبیہات سے یاد فرماتے ہین تو تیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجہتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا جزء لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تسبیح کو تشبیہ دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ ہی ضروری ہی لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف ظرائف مین ہی ثابت ہوگیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہوگیا فافہم قولہ اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ اقول شر الامور محدثاتہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خودہی مطابق کرلین کہ بدعت ہے یا ہدایت لوگون سے پوچہنے کی کیا حاجت ہے قولہ علمای سابقین نے مصلحتاً یہ اسرار ظاہر نہین کئے الخ اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم غالباً ما النہی کی مین داخل ہوگی یا شاید نیچریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیجیے مگر اپنی ہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵ امین کہاتے ہین سنئے آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونیکے ہوتاہے بسبب تحریک قوای بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیاگیاہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات سے اسلیے مستثنیٰ کیاہے کہ قوای بہیمہ غالب تر قوت جو انسانمین ہے اور جو اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت کیا جاوے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیاگیاہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۷ مین جو لکہاہے اوسکو ہی ملاحظہ فرمائیے حضرت مسیح نے ہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن اور رات امتحان مین ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچہ شبہہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت بہیمیہ نتہی جسکا وجود ہی مفقود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہوگا جسکے وجود خارجی کے انکار پر حضرت عالی

مستعمد ہوسکتے ہین اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہوناپڑا اس سے زیادہ کیا بحث ہیں کیجاوی
الحمد للہ علے احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت مذاکرہ ہو
الخ اقول آپ خود نیچرل انسٹ ہین تو حرام و حلال و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو چیز عقلا مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو مذہب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کہاں رہتی ہے او تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بھی عبث ہے
کیسی حدیث سنن ابی داؤد کی اور کہاں کی آیت قرآن مجید کی نیچرل انسٹ صاحبون کی فتاوی
پر عمل ہوگا بیچاری مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور حلال کر سکتے ہین + کچہ اور
امر وہی نوا آتا نہین مگرہ زاہد جسے حرام کہے وہ حلال ہے تنبیہ ہمارے جناب مخاطب کے دستور آت
و معمولات اس قابل ہین کہ اونکا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام تالیفات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہین تو اپنے ہی اصول سے ابہی
کنارا کرتے ہین یعنے دعوی تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علمای دین و اہل سیر کے
ہین تو کہ اجماع ائمہ و اقوال صحابہ و تابعین بہی ہم نمانین گے اور کسی کی تقلید نکرینگے جیسا کہ
رسالہ تبریۃ الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بہی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو تفسیر
لکہی ہین تو یہود یون سے سن سنا کر لکہے ہین یا اپنے جی سے جوڑے ہین یا روایات بی اصل کو
صحل کر لیا ہے اور سیرت کی کتابین تو مہابہارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہین ہین اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علمای دین کا دیتے ہین یا اخبار صحیح الاسناد کو بہی پیش کرتے ہیز
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائز الخطا محض اندہا پن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی سہے الی غیر ذالک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بہی ارشاد فرمایا کہ کتب سماوی
سابق ہمارا معبود الاعتقاد ہے تو تبیین الکلام مین تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے جاتے تحریفات
کی بلکہ معتزلہ و دیگر متقدمین کے بہی اقوال اپنی سند مین پیش کیے اور اکثر جگہ لکہا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہین اور فلان نسبت کے اس قول مین طرفدار ہین اور بعض متقدا

میں حوالہ تک نہیں دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی ہے سبب ہم یہ عرض کرینگے
کہ اپنے ہی مقبول و مستند عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو دیکھیے
کہ کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹ میں آپکا
مستند اور مقبول عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے لیجئے آپ نے لکھا ہے
اسکی صحت پر ہمارے بیان کی کتابوں کے بموجب ایک یہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہے کہ قابیل نے
بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلیے میں پیرو
ہوں کہ زمین فارس کے کہتا ہوں تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ
بھاگ گیا عدن کی طرف زمین یمن سے پھر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ
کھا گئی اوسکا سبب یہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تھا الخ بلفظہ اہل انصاف غور فرماویں
کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل میں
کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفرماوینگے کہ ہاں عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبول ہے
اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہرکیف یہ حال ہمارے جناب
مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دے رکھی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بھی نہ ملی
بجز قول کسی شاعر کا بھی ہو لو اوسکو بھی بے تکلف قبول کرکے حوالہ دیتے ہیں مگر ہم مسلمانوں
کی زبان بند کر دینے کے واسطے کیسی کیسی تاکیدیں ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہیں تاکہ مذہب نیچریکا
رواج ہو کر ملت اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بھول گئے ہونگے کہ جناب
عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام میں خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمیں ارشاد فرمایا کہ نوشیروان
جو ایک آتش پرست بادشاہ تھا مگر عادل اوسکے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچھے کہ اس حدیث
کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس منہ سے دعوی اجتہاد ہے و ترک تقلید و اتباع
اشخاص جائز الخطا پر طعن تشنیع کا حوصلہ کیوں پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کرکے ہمکو اپنی حدیث مستند
کی سند عنایت کیجیے اور قاعدہ محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدانخواستہ بھول کر ایسا بیان کر دیے
تو پھر دیکھیے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

مللتبکو اُمقعد ہ من الناریں زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ
درست ہے امرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور کیا کسی نے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا
ہوگا کہ مورخین نصاریٰ کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جنکے کہ ایک مورخ
نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکھا تھا اوسکے قول کو بھی ابتدا تا انتہا
مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کر کے اوسکو مطابق کر دیا حالانکہ یہ جواب ہو سکتے
تھے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات بعض
اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال ناشروع و محالف عقائد اسلام خود اسلام
سے بے علاقہ ہین مذہب اوسکا نام نہین ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہین
مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف
یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز
حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نتھی بلکہ
ذکر بھی نتھا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کر دی اور مذہب حق سے
شرمانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکھا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ
دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہمکو بھی مجتہد سمجھا ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری
باطل اور باعث ضلالت ٹھہرائینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاتے
اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور یہہ شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے
استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تھے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت
نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کا
عبارت نقل کر کے اپنا استخراج صحیح کر دین جہان نص قطعی آو جس احادیث کا ذکر ہوا ہے
صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے
چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکھی جاتی ہے لہذا اونہین کی
کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی دی ہے
کہ وہ صورتین بھی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بھی آجاتی ہین اسیواسطے سرور

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اونسے ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان من قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ ونحو ذلک من نسبۃ بعض الافعال
الی الشیاطین علی ما فہمنی ربی تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہا اللہ تعالی علی ان یتشکلوا بالناس
ولا بصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طاریۃ علیہم فی وقت التشکل فتاعلم اہل الرجل المسلم الصالح
بالفظہ اور کیا کسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب مین اور طعام اہل کتاب کی بحث مین جناب
عالی کی تقریر نہ دیکہی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ بالیقین
ہرگز دعوی کے مطابق نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہین شاذ قول بے اصل بلا سند بہی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بہی بلجائی غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ واقع
ہوتا ہے تو اپنی بری منکر پکارتا ہے ووم ہمارے جناب مخاطب کا طرفہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکہتے ہین جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی تہجد
بہی اون رسوم آبائی مین داخل ہے جو نہایت خراب ہین اور جو شخص پکا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بہی متعصب ہے مگر کسی مقام پر گول گول الفاظ بہی لکہدیتے ہین جس سے
مفر باقی رہے تاکہ صاف کہدین کہ ہم تو خلاف شرع امور کی اہانت کرتے ہین اور متعصب
اوسکو سمجہتے ہین جو احکام خدا و رسول کا پابند نہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام مین یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف حضرت اکو
توہین بتاتے ہین تو خدا جانے کیا فرماتے ہین کوئی سمجہتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچر یا تمہید الٰہی کے سوا کے
سب امور کو بدعت ٹہراتے ہین کوئی کہتا ہے نہیں خفی امور نامشروع کو برا سمجہاتے ہین
ایسی حالت مین واپ تحریر سے بعید تہا کہ بالعموم طعن و تشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے خوفناک عجیب قسم کی عبارتین دیکہنے مین آتی ہین جیسی بالنا الناس
پیری و مریدی پر در پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے ایسی تقریر کرتے
ہین کہ مرشدین طریقت مکار و دغاباز و سبے ایمان و بندۂ درہم قرار پاوین اور کثرت عبادت

وادکار و اشتغال و نوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظر مین سے وقعت بلکہ بے شہر ہادین گا اومین بہی بہار کر برکر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی واکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح دیتے ہین حالانکہ خود ہی سمجھتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے کیونکہ صاف نہین سکتے جانتے ہین کہ اگر ضرورت تحصیل علم جدیدہ کی ہے جس طرح علم حکمت و منطق کی تحصیل ہوتی تہی اب علوم جدیدہ کی ہونی چاہیے پہر بہی اپنے علوم دینی تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و طریقہ ذکر و شغل و ذلک و عبادات و اخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور نیز اعمال صالحات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کرنی زمانا بعض اشخاص متصوف بہی ہین نہ صوفیہ حقیقی کہ بمقتضای ظلوم الومنین جیز اہر شخص کے پوستین مین پڑنا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را بحقارت منگر + توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد + جو امر خلاف شرع ہوا وس سے پرہیز کرے اور شرک و بدعت و فساد و عقائد سے بچے ہر شخص کے دہوکے مین بہی نہ آیا کرے کیونکہ بعض آدمیان بہی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکہاتے ہین کہ اچہا خاصا ملحد و زندیق بناتے ہین بہر حال ایک عام اعتراض نکال رکہا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف ہین لہذا جاہل اور جانور اور بد عقیدہ او رمکار اور وحشی او رضال و مضل ہین غور کیجیے کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت و قانون قدرت و نیچر مسلمانون کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبہی ارشاد ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبہی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو دیگر اصول و فروع نیچرل تہیالوجی کے صاف نہین لکہتے نہ یہ بیان کرتے ہین کہ موجد و مقتدای نیچرل کے کون لوگ تہے غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانونکو پہلے سے معلوم ہو جائیگا کہ نیچرل تہیالوجی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تہے اور بعض خدا کے منکر اور محض عقلی حسن و قبح کو تابع ستے اور بعض و نشر و حساب و کتاب و عذاب و ثواب کے بہی منکر ستے اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے ستہے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی لاحول بہیجین سگے اور کان لگا کر بہی نہ سنین سگے اسیواسطے سیہاے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے دلین حضرت جمارہے ہین کہ دوسری تہذیب اور ملت کی بات نہ سنی اور اپنی ہی عقیدہ پر ارجاتا تو

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی سے بعد جب اس الفار و سوسہ سے فراغت پائی تو وقعت
وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتھ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانیکی
تلقین شروع ہوئی تاکہ پابندی شریعت و اتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور بہ تحفظ
رغبت ترقی دنیا و حب جاہ و حظ نفسانی و افتخار شرکت قومی اس قابل ہنا دے کہ آیندہ غرض
اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخرکار وہ شبہہ بہی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت
ونار و عذاب و ثواب خوف و رجا کا لگا ہوا ہے کبہی کسیکی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور
کرکے چہپائی جاتی ہے کبہی در پردہ خود بہی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس
قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ و مسلمات و مقررات مذہبیہ حقیقت معاد کے
احکام سے بیگانہ ہوجاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا و رسول پر رہا جاتا تہا اوسکے باب مین
ارشاد ہوا کہ رسول بہی نیچرل است تہے اور عقل بہی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا بہی ایک
علت العلل ہے اور واقعی وہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان
جو آزادانش اور قیود شرعیہ سے بہاگنے والے تہے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب و خوف کفر و محرمات و منہیات کے احکام سے نجات
ملی اور عقل بہی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہو کر
کمیٹی سے اچہا ٹہہرا دین وہ ٹہیک ہے کہان کے ابو حنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد
و فقہ و اصول و تفسیر و حدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی ہے مگر بیچ بعض ہنوز مطمئن
گہبرانے لگے ہین کہ نیچرل تہیا لی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب و سنت و اجماع امت
بہی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الٰہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام
ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین
مگر اب تو دہریہ و ملحد و زندیق صاف صاف ہوجاینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام
کانپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہین اسلام قائم رہے کہین ہمارا
مذہب بہی برہم سماوہ کا سا نہو جای آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین +

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل تہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین اور تائید مذہب نیچریہ کی کر رہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پایا ہے ہم اوسکو کسی قدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق و کائنات علت و معلول علت اول سلسلۃ العلل خالق علت غیبی ہستی جسکو دنیا پر مالک سمجہتے ہین قوت و خواص اشیاء مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم و عالم دستور پیدائش و قدرت خواص انتظام عالم واقعیت و حقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات و حرکات و تاثیرات موجودات علم طبعی اور ایسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب — نیچرل ایلیجن مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا اصل طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی و ابدی ہے گو اوسکی تشخیصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی و ابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم و خواص اشیاء و دستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء و مادہ وجود اشیاء و انتظام تمام عالم و حقیقت موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اپنے اقوال و عقائد مین اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ الیمین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانکا ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کرکے عالم کو ازلی و ابدی و غیر مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی ہدایت ایک علت اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل و علت تامہ و علت اول سمجہو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول سے متعلق ہونے علت آخر کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ظہور مین آنیکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تہے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا باالواسطہ سمجہتے تہے نہ استقلالا بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہوا اور علت ہر معلول کی سمجہی جاوے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تہی
اور عالم کو لم یزل ولا یزال ٹہراتی تہی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تہی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تہا
کہ روح مادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تہے اسقدر کہتے تہے کہ بعد مرنیکے کچہ نہ کچہ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تہے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہین
ہین مگر فنا ہو جانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث ونشر وحشر اجساد وحساب کتاب و
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تہی اور بعضے تناسخ کے قائل تہے مگر یہ نہین جانتے تہے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام ومعجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
وانتظام عالم تہا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تہا کہ جو چیز انسان کے
حق مین واسطے تفریح طبع وحظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہ ہی اختیار
کرنی چاہیے اور جو کچہ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجہنی
چاہیے اور چونکہ حسن وقبح افعال کا مدار ٹہرا عقل انسانی پر تہا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن وقبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپسمین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچہ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچہ جبل انسان کی طبیعت چاہی
وہ ہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تہے اور چونکہ باریتعالی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تہے لہذا بت پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تہے اور بعض شیخ اس قسم کے تہے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجہتے تہے
اور خود بہی منتظر الہام کی رہتی تہی اور جب یہ حال اونکا تہا تو حکما عیسائی بہی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگی بعضے بلی حیلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجہکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہو کر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مطلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہو گیا اب بتاع شریعت موسوی کا انظاہر ضرور نہ رہا روحانی تربیت
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام و احکام انبیا کے اور فلاسفہ
کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کر کے اونکی الحاد و زندقت و کفریات سنکے نفرت
کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الٰہی کا محتاج
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل
نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بھی مختلف طور کی تقریرین لکھتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک
نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زمانا شمار لاکہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلستان
کے چیالیس ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین
کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج علمیہ
و قواعد عقلیہ پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی
بھی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم
کا اتباع بھی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف
لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین
اکر وہی منصوبہ باندھا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بھی ویسا ہی بناوین لیکن اگر پہلے ہی
صاف صاف فرمانے لگتے تو پورا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات و مسلمات
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تھا لہٰذا آپ ہی خدا کو علت اولیٰ اور رسول کو نیچرل
اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی و تعصب قرار دیتے ہین
اور علم اصول و تفسیر و حدیث و فقہ و تقلید و اعتقاد و اقوال علماء دین و زہد و عبادت وغیرہ کا اچھا
طرح استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین
بھی چھاپتے ہین جنمین احکام اخروی و حقیقت معاد و جنت و نار وغیرہ سب باطل سمجھے جاوین
اس تمہید کو خیال کیجیے کہ لوتھر نے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبھالا اور ایڈیٹین نے نہایت مفید
اخبار جاری کیا ہم بھی وہی کر رہے ہین حالانکہ لوتھر وہ شخص ہے جسنے دین پر دستمنت ع

بجای رومن کیتهلک کے جاری کرنے مین کوشش کی تهی اور ایدیٹر تهذیب
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہے نہ وہ مصنف
مسلم الثبوت امر دین مین ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بہی ساتہ اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیا کی در باب توحید
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی انٹرنس پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے دگر ہیچ فرض کیا کہ اپنے
اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے تاکس کام کے ہین بہتیرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالبًا ایدیسن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوئے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایدیسن کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنا دین پروٹسٹنٹ قائم کردیا حضور بہی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتهلک کے سمجہکر ملت نیچریہ براہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہملوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیمہ کے ادہام سے محفوظ
رہا اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہونچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا ہر چند
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی اتباع
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجای نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری نظر مین کچہ حقیقت رکہتی ہو
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین نیچر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہنا پڑا
اسٹارو صاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگونکو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بہ تقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو
نیک پاک اور بہادر بناسکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پروری اور رزالت
وضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر نا چیز بناوینگی شدید

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معترف اور خدا کی تعلیم کے محتاج رہے ہین
کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب سے ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
اخروی کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف
ہوسکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راستباز ہوسکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کن بات مین ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کم زور تجسس کرنے والون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف
ہولکیے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہلی چلی آوازین نیچے سے اوپر کو جاتی ہین پس ایسی حالت مین
کہ آفتاب کلام الہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے انتہی محصلا و مختصرا و مترجما اور کتاب ہارن صاحب تر دکسن تو اسکے [illegible]
افسوس صد افسوس کہ نیچر خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین سراسیمہ و [illegible] دیکھیے
نہین جانتے کہ نجات کسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور [illegible]
کیا ہے اور سزا و جزا کس چیز کا نام ہے اگر تسلیم کیا جای کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے تو ممکن
نہین کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار نکیا ہوگا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے
بطلان پر بھی اقرار نکیا ہو سقراط اور پلیٹو جو بڑی فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جای گی گو ہماری عقل
علت اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر یہ دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادونکو جو ہر ایک
کام مین مخفی ہے چھپا نہین سکتی جو کچھ فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی
ہے — اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جای تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نا انتہاہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تھے جنکی پیروی سے بنیا گناہ عظیم سے بہر جانی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تھا
کوئی منکر تھا کوئی بہت سے خدا مانتا تھا جسکو ہوائی یا جنی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تھا کوئی خدا کو
جسمانی اور مادی کہتا تھا اور اوسکو جوہر کے ساتھ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجھتا تھا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجھتا تھا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تھے
فیلسوف ظاہرا سلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تھے اور اوسی کی پیروی کرتے تھے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور بتخانون مین عبادت کو جاتے تھے نیچر سے
علم پیدایش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب سے نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قادر لایزال قرار دیتے تھے بعض اوسکی پیدایش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتے
تھے اور بعض جو عالم کی ہدایت کے قائل تھے وہ نہین جانتے تھے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہین جانتے تھے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوئی وہ نہین جانتے تھے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہ سے
بچنے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تھی اور نہین جانتے تھے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر ٹھہراتے
تھے اتنا فرق تھا کہ معبودونکی لیاقت جبلی اور اپنی کسبی کہتے تھے سسرو کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ نیکی ہی خاص
بلاتی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ حالت مصیبت مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزونکو انسانکی خوشی کی بنا سمجھتا تھا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
لیتا تھا جب اونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہون گے ۔ بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و بے
بنیاد تھا ارسطالیس کی پیرو روح کا بعد موت کے قایم رہنا نہین ٹھہراتے ہین اور بہت
سے فیلسوف کی بھی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے البتہ بعض اسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنھون نے اسکی نسبت کچھ کہا ہے نہایت شک کی حیثیت سے [illegible]

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ بہتیر ہونکے پاس جاونگا
اور ایسے حاکمون کے پاس جو سرشتہ نیک ہین مگر یہ امر یقیناً نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جایز ہو تو اعتقاد رکہتا ہون یہہ کہتا ہون کہ کسی قدر اوسکے لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجھکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتھ طے ہو جائیگی سپینسر کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رای دینے لگا تو کہا کہ خدا جانے کہ انمین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انمین
سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلایل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلجمعی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا ہون
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رای سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی
وہ فلاسفہ شہوات نفسانی کی پورا کرنے کو برملا سکہاتے تہے ارسٹپس حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کو جائز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو ستر ہوین صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ سراسر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بے بنیاد
قرار دیتا ہے مسٹر ہابس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودگی
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا ہے
مگر جو شے مادی نہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفٹسبری کہتا ہے کہ نجات ایک لغو شے
کی بات ہے اور الہام بہی ایسا ہی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ مذہب بجز ایسا صاف و عمدہ ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوتی جیسے خدائی نہین ہوتی
ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین مسٹر جب کہتا ہی کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا نا ترسی اور ناشکری خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک لیڈ بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خوب روشن
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی اومنگ و رقوی ا. نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہے
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بھی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے ڈیوڈ ہوم جو اٹھارہوین صدی مین تھا کہتا ہے علت و معلول
مین کسی قسم کا لگاؤ نہین خیال علت اول کے تعلق کا ایک ستور کی بات ہے ورنہ تجربہ سے
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ جب ایک نتیجہ ایک وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہوا کرے خلقت کے طریقہ سے ایک قسم علت اول کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوائی جسمانی کا نیکی میں ہے زنا کرنا بشرط مقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے انجام
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈاکٹر ادر ڈوایڈی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ بہت سے
تھے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تھے گو
خدا کا ذکر کرنے تھے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تھی مگر عالم سے بےعلاقہ
جانتی تھی روح کو مادی سمجھتے تھے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تھے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تھے وا آخر ہلوشیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجھتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے اور روس سی اس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچھا سمجھتی ہے تو بہتر ہے برا سمجھتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹھہراتا
تھا انتہی مختصراً ونتخباً و محصلاً الطولہ اور کتاب نیچرل تھیالجی مولفہ ڈاکٹر جامس صاحب مین
بحوالہ ڈالکس نیچرل لیبن بعض نیچرل اسٹ کا یہ قول لکھا ہے کہ جہانتک ہمکو اتبک علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ یقین کرسکتے ہین کہ مادہ و ترتیب واصل انتظام عالم مین بھی ویسا ہی نہین
ہوسکتا جو ایک ہنی اور عقلی خدا سے ہوسکتا ہے یہ بات سوچنی کچھ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب انتظام عالم کو پیدا کرسکتی ہے بہ نسبت اس امکان
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونون
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکھتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بھی ایک دیگر اسباب و عالم ماننا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایت
تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا او جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہونچ کیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جای مگر جب ہم
اس ازلی عالم سے آگے قدم رکھو گے تو تمکو استدراک کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبھی ختم نہوگا
خیالات متفرق وا مشغول جیا گا نہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جہان کی ترتیب خصوص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہو جاتی ہی جیسا عالم کے وجود کے واسطے اثبات ویسا ہی علۃ العلل کیواسطے بھی ہی اور اگر دونوں کی ترتیب مساوی ہی تو علت بھی مساوی ہو سکتی ہے انتہی محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکھی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے کہ جہان کی بدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی بدایت نہیں ہے تو دہ باب نقائص و فوائد نیچرل لیجن مین لکھتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات خدا کی ہم پا سکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکے سوا یہ نہین پا سکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بھی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بھی ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہ سکتے ہین کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر جگہ نیکی کی طرف رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بھرا ہوا نہین ہو سکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہو سکتی ہے مگر یہ کہا جائیگا کہ یا تو وہ رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بھی ہم ٹھیک نہین پاتے ہین آدمی کی ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہمکو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اسٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت کی برائی اور بھلائی کو تولے تو بھلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بھی دخل دیتے ہین تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکھا دین مگر ہم لوگ اوسکا فیصلہ نہین کر سکتے کیونکہ ہم کچھ نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بھاری ہونا بھی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بھی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہتری زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہو سکتی ہے الخ لطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچر اسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان کیا جائے گی زیادہ تر جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قومین ایسے ہی خیالات عقلیہ و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقہ کی نوبت پہونچی ہے لیکن مسئلہ کا مرجع رہین منت

صاحب ممبر پارلیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پیٹریٹ مورخہ ۴ دسمبر سنہ ۱۸۷۱ء کے
کالم ۳ مین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہین اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ یعنی ستر لاکھ اہل یوروپ جسمین انگلینڈ کے چھیاسی ہزار اور خاص لندن کے چالیس ہزار
آدمی ہین اس بات پر مستعد ہوگئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہین اور بجای عقائد کے نتائج علمیہ کو اور بجائے قانون خدا کے
قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازدواج وسلطنت کے منکر ہین اونکے اصول مین حقوق
صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہین مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے
ذہنون کو کند کرتا ہے الخ مختصراً فاذا لضرورۃ عقلای اہل اسلام تمام تقریرین تہذیب الاخلاق
کی ملاکر دیکھ لین کہ جو اقوال اون لوگون کے بیان ہوے ہین وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگون کو
جناب نیچرل اسٹ بھی کر رہے ہین یا اور کچھ ہے پہلی رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع کو
خاک مین ملایا بعدہ یقین کرکے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹھہرایا اور پھر یہ تلقین
ہوئی کہ دیگر مذاہب کو بھی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت وجمہور اہل اسلام کا اتباع بھی غیر ضروری ٹھہرایا حدیث صحاح ستہ بھی جن اصول
سے صحیح ومعتمد سمجھی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیکر ماننا خواہ نماننا حدیث کا کسی کی
عقل پر رہ گیا علم اصول وفقہ وسیر وپابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث وقرآن کے
سب بیکار کردیے گئے ایک قرآن رہ گیا تھا وہ بھی تعلیم روحانی واصول نیچرل پر مبنی
کیا ہے نہ حقیقت وظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص جائز الخطا کی اقوال واجتہادات واجماع غلط
ٹھہرائے گئے ہین قرآن شریف کا بھی ساتھ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل
ہے فرائض پر عمل کیا اور حلال وحرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ مین آیات
قرآنی متشابہ اور مجمل ٹھہرینگے جب احادیث کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بھی حدیث نہین ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلین گے تو حکم ہوگا کہ اجماع
ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص ہمارے
ہم مین جیسا کہ آرٹکل بریۃ الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بنائے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین لوتھر ثانی وائڈلسن لاثانی بنجانے پر اور سجدہ دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی بدعت
اور وضع اور اخلاق وعلوم وزہد وعبادت وپیری ومریدی ونشست وبرخاست وتمام حالات
پر سب وشتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ چلا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب تقریرین بروے
تدبر وتعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بھروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی بھی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کھل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت وحالات دوزخ سے زیادہ کیا تصریح ہوگی اوسکو کسنے مانا ہے
جو کسی دوسرے حکم حرام وحلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی بعد
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن وقبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل اسٹ صاحبون سے پوچھتے پھرا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو مان لیجیو چاہو پھر بھی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب وتعین کو سمجھ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسپر تہذیب
یافتہ قومین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین وایمان کو سلام کرکے رخصت ہوتے
آتے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اوڑا دی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگادی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جسکے مقابلہ مین قرآن بھی حجت نہین ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈیسنٹ آف مین جو لفٹنٹ دارون صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکہا ہے کہ آدمی پہلے جانور تہا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہو گیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل اشٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جاتا دنیا کے جانور وںمین اور اونمین ہی مین
رہنا اپنا بُرا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہزار تصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ نیچریہ قوائے
ملکی و بہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجہین کہ مذہب حق کا رد
کرنا خطرۂ شیطانی ہوگا ورنہ کیا اسقدر خود حضور عالی نہین سمجہتے ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
وشریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس
انسان سے رکہتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور رسوائی وسوسہ فاسدہ دلون مین
ڈالنے کے اوسکا اور کچہ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوائے بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹہرایا تہا اب اچہا خاصا ایک بلبیس آدم کے جسم مین قائم کردیا اور اس
نام کی قوت بہی پیدا کردی قطع نظر قرآن و حدیث کے بڑا وثوق اعتماد و رسوخ عقیدت
جناب حالی کو مسٹر ایڈلسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتہ قائم
کر کے افتخار ہو رہا ہے حالانکہ اوسکا بہی کوئی قول ایسا نہین لکہا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکہا جاتا مین نے جہانتک غور کیا اسقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین
ہین شریفہ و رذیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوائے بہیمیہ عداوت روح سے رکہتی ہین
یا اونمین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوائے مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے فوائد سے بقائے زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک رکن
انسان کی سمجہتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل سلام کا یہی قول ہے کسی محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکہہ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجہتے ہین اوسکی یہی
وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کر کے خدا کی یاد سے کبہی غافل ہونے پر اونہی

موجاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق بہی جو دلیس
قرآن شریف مین آیا ہے اوسکو مین نے اسکیچ مین ایک تقریر نمبر ۴ مین دیکہی اوسکا بہی حاصل مطلب
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا افعال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ پیشن سے ظہور مین آتی ہین یعنے جوش اور اوسنگ
ہے اوسکو عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہی پیشن عقل کو ابہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد ہی کر دیتا ہے اور کبھی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبھی خطرہ مین پڑ جاتی ہے نیچر نے
انسان کو ایک سلسلہ متوسطہ بین الملائک و البہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبھی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبھی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی و
خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بھی ایک یا دوسرا ہو جاویگا یہ خیال کرنا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکھتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ ہی اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہو جاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اندر خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردے کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کر سکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کر سکتا ہے یہ خوش پہلو گون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہین
ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتھ مرجاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور پیشن مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین پڑھنے کے

دیسین لوگون مین اکثر یہ بین زیادہ اور بعضون مین کم ہوتا ہے جسمین وہ بہت تند ہوا اوسکی جوانی کی آگ بجھ جاتی ہے اور اوسکے برے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گھٹ جانا بڑا نقص ہے لہذا اینہین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجھا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے یہ بین زائل ہوجاتا ہے یہین کی بی ترتیبی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ آثار کیونکر پیدا ہونگی انتہی ملخصاً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمہ خواہ یہین پر کیونکر ابلیس کی قوت صادق آتی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق انّہ عدوّ مبین اور فاتخذوہ عدوًا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکھی ہے فقدر جلالہ اسکے جب قوائی بہیمہ انسان کے ساتھ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بہی انسانیت سے خارج نہ تہی اونکی قوت نا آیا زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور یہین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمہ کہ نہین ہے بلکہ قوای خیر یہ کے جوش کو بہی یہین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمہ ہرگز ابلیس نہین ہوسکتی اور سالکین مسلک نیچری بہی موافقت ساتھ ہمارے جناب نیچرل اینسٹ کے نہین رکھتے ہین ہان بعض فدایی فلاسفہ کا یہ قول معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کے تناسخ کے قائل تہے اسکی نایند حضور معلے سے ابہی باقی ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہورہا ہے مخفی نہ رہے کہ ہمارے جناب حالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دہمکانے کیواسطے ربنی کا سا بنا رکہا تہا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بہی بیان کرنا مجکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو بہت بہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور سکون ارض اور حصر عناصر اربعہ کا اور مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ ولقد خلقنا الانسان الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بہی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک ہرگز قطعیات مین نہین ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ آپس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شروع رسالہ مین کسیقدر لکہا گیا اور سکوت ارض کے باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اور عناصر اربعہ کا حصر موجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ وجدیدہ مین کچہ بحث جاری ہے وہ مانحن فیہ سے خارج ہے پہر بہی اسقدر عرض کیجاتی ہے کہ اپنے کلام کو ساتہ برہان کے خود مدلل فرمایئے اور زیادہ عناصر کا نام لیجیے تقلیدہی چہوڑ کر تقلید قومی پر نجا ئیے سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہین ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کرنی منظور ہو اپنی تحقیقات بیان کیجیے پہر اوسکا جواب لیجیے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان صاحب نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون سمجہا ہے کسی کتاب کی عبارت بہی نقل کیجیے اور دلائل بہی ظاہر کردیجیے افسوس ہے کہ اقوال علمای اہل اسلام بلکہ جمہور و اجماع امت و کتاب و سنت کو تو کسی استاد مین بحث کرنے سے قیامت نظر آتا ہے مگر اقوال اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے ح ولک غیر مرکبات لبسائط سوای عناصر اربعہ کے بیان تو کیجیے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کہین مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپ نے عنصریات مین داخل نہ سمجہ لیا ہو اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکہا ہے کہ بوتلون مین بہرے ہوے نطفے سے لیکر بچہ تک سب دیکہے ہین عجیب استدلال ہے خدا جانے آپ نے کیا دیکہا ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم التشریح کے مضامین کا حوالہ دیجیے ورنہ اس قسم کے استدلال سے ہمکو معاف کیجیے جب حضور متعلق کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ رکہین اپنے کلام کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے ہمنے مانا کہ جناب بہی نیچرل انسٹ ہین مگر یہ تو ارشاد فرمایئے کہ معجزات انبیاء کے باب مین جناب عالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہوجانا کس قاعدہ نیچر کے موافق ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانا گر منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہا ہوگا یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل انسٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری نہے تو بہی فنا ہوجانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا ماسوای مادیات و محسوسات کے غیر محسوسات پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور مجکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ

اور جو خارجی مانا گیا نیچرل کو کس قدر بدرجہ مخالفت رکھتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب میں کیا
کہ بعد نیچرل سب کے علم انسانی ختم ہو گیا ہے یا آیندہ امرار نیچر کے کھلتے جاتے ہیں اگر شق اخیر صحیح ہو
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں ہے ... حقیقت معنی قرآن و حدیث میں ہو سکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعویٰ کر دیا ہے کہ قرآن میں نیچر انسان کا بیان ہی نہیں بہت
مشتاق ہوں کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہالیے امیدانہ
کر سکتی ہے کہ انبیہ صاحب وحی تھے اگر تھے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہو جانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجھا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے بھی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ میں دعویٰ کیا ہے کہ جو مذہب مواقف نیچر کے
ہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ نیچر کے عقاید تو پہلے بیان کر دیجیے اور یہ بھی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل اِسٹ فلاسفہ میں باہم اختلافات اقوال بھی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو حضور کے
معتمد اور مسلم کون کون حکیم ہیں اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور آپس کے
اختلافات نیچرل اِسٹ صاحبوں کا کیا علاج حضور نے سمجھا ہے خود بھی تحقیق کر لیا ہے یا
بھی ایک شخص ملا جو لندن میں حضور کا دوست تھا اور سینچ کے ذکر جیسا تھا سب کچھ
اعتقاد درست کر لیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ میں بڑے زور و شور سے لکھا ہے اور اجتہادیات صحابہ کو
بیکار ٹھہرائے ہیں اور اشخاص جانب الجہلا کے اتباع اور تقلید کا نام ظلمت اور ضلالت ٹھہرایا
زیادہ منقولات فلاسفہ و اقوال حکما نے کہ باپ میں ... بتایا ہے ... وہ لوگ خدا و رسول
و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہیں کہ جنکی کتب میں جو کچھ لکھا ہو یا جنکا قول بیان ہو تو
وہ اعتماد و عقیدہ کرنے کے لائق سمجھا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول میں واسطے اسناد
ہر نسخہ بائبل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے تھا کیا یہی سلسلہ اسناد کیوں اسطے مقرر
نہ سمجھا گیا اور وہ بھی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیوں نہیں اختیار ہوا وہ دلیل
مضبوط اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہو گیا تھا اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجھا ہے کہ اپنی متفقین وہم مشرب اشخاص کا اجماع لیس لائق ہے اور جابجا
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے تاکہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نہ بچای فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہی قواعد شرعی مین اچہہ
اور قاعدہ ہے ہمکو اونکی مسلمات کو قطعی کر دکہلائیے اور شمول بہشت فرمائیے و دونہ خرط القتاد
اور میری سمجھ مین نہین آیا کہ جناب الاسلام نے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجھ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی بحوالہ پرچہ صفحہ ۲۱ تہذیب الاخلاق مین ہے اونکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خدا تعالے
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر و عصیان و ارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور انکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات و کیفیات حدوث و تدابیر دفع مرض و اصلاح سوء مزاج
عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام و خواص ادویہ مرکبہ و مفردہ و امزاج و تاثیرات و بدل و منافع و مضار
و مقدار و تعینات اوقات استعمال ادویہ و تدبیر پرہیز و انتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی عاقل انحراف نہین کر سکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگرچہ بہت کام آوے تو وجود باریتعالی و وحدانیت و بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت و تمدن و سیاست کو سمجھ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی و احکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجھ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ عقول عباد مین اختلافات کثیرہ واقع ہوئے ہین
یہانتک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین اثبات وجود باریتعالی و وحدانیت
و صفات باری و اخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اشٹ کے حالات ماضی و حال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت والہام الہی آنا چاہیے
کہ اس مرض اختلاف کے بہی دفع کرنیکا معالج ہوا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہتی ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر یہ مریض خود بہی علم طب کو کما حقہ سمجہا ہو تو دنیا مین بہی کسی طبیب کی حاجت نہ ہے بلکہ
ہر مریض طبیب سمجہا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الہی کا عقل سے سمجہ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر جبکہ نہ جملہ ادویہ کے نفع و ضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچہتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تہا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تہا اگر بے حکم مصاحب کے بہی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تہا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جب تک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنے طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوا دے وہ استعمال کیجاوے پس اوس ستول
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تشخیص پر بہی معتمد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضروری ہی کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا ہو اور خود ہی خواص ادویہ
و طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹہیرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول ہے
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الہی
کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا پوچہنی پڑتی اور جائز ہے کہ بسبب اختلافات رای بتانے والون کے مریضون
کی مٹی خراب ہوتی پہر کیونکر وہ طبیب حاذق نہ سمجہا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاً معلوم بہی ہو جاوے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہو سکتی تہی وہ اوسی طبیب کا کام تہا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص و طرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا

منکرین انبیا کا کلمان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ نبی کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو ادرت بناتا ہو اور نہ کسیکو ہلاہل ٹہہراتا ہو بلکہ ہر چیز ضرورت نے جو اثر رکہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جاوے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ یہ مذہب قانون قدرت وکتاب وسنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت وحرمت جملہ اشیاء کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیاء کو ادرت اور ہلاہل ہی بنایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات ومصالح وحکمت الہیہ کے بعض اشیاء بعض انبیاء کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور ہمیشہ تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایساہی حال مریضون کا ہے کہ ہر وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا سم قاتل ہے اوسکو دوسری کبہی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت ٹہہرا دیتا ہے ولکن اکلیہ اور صرف اثر بتا دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان ہے لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیاء کے یا بحالت نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہو سکتی ہے تہے جو خود حفظ کر سکتی بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض نکار وجود باریتعالی یا شرک سے حفظ صحت کر سکتی تہی لا مرض ارتکاب امور نامرضیہ الہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹہہرایا گیا اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بسبب ناواقفیت اقسام امراض کے نہین جانتے ہین کہ بہت پڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین لامحالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹہہرانے کیواسطے آنا چاہیے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہو جاتا ہے اور مریض سہل سمجھتا ہے
بالکل ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام و ظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پھر بھی اتفاق ارا نہین ہوتا تو کیونکر ممکن تھا
کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹھہراتا اور اونمین مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیاء کے ضروری ٹھہرے
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جائے کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدہ تحیت
کا انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب باطل ہو گئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیاء نے ایک شے کو کبھی امر ت اور کبھی باطل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپکے مسلمہ تقریر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کس واسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کر دیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھ کر ارشاد فرمایئے کہ آپ کی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر کرنا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتماد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشٹ اکثر انبیاء کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم کو
نیچرل اشٹ سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت بتا کر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین آور پھر بھی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریر
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین پیرایہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یوروپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب وہی برس کے اجرائے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہین آیندہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاتے ہین اب حضور والا کی خدمت مین کمترین
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت کرکے

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و تقلید ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید یقین سمجھتے ہین تا کہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک اسلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے متشرح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بھی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکواۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوۃ وغیرہ بھی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک کس
اصول پر قطعی ٹھہرا ہے اور اوسکی نسبت کیون کر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہین رکھی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استرقاق و وجود ابلیس مین تھا اور جیسے
رجم کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکھ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ اونکل آزادی رای و مفید احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل نہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بھی حرمت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بھی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکھائیے نہ تو روایت بالمعنی ہو نہ احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی اونکل مین لکھے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو پھر صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج کے اور کچھ ثابت
نہین ہے علے ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے اسلیے مسلمان سخت
ایسے دہوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ و حج و زکوۃ بہیئت موجودہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور وحدہ لاشریک ہی سمجھا دیجیے کہ قوالقدر کو

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھ مین آسکنے مشکل ہین یہ چارون دوا طبیب حاذق مخبر صادق نے علم سے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین۔ یا دوا موجود تھی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہو گئی
تھی اور میرا گمان یہ ہے کہ جناب اہل اسلام کے ایمان کو اپنے ایک ارٹکل مین قطعی نہین
ٹھہراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جزو یقینیات لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے بلکہ عدم امکان وجود غیر
باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بھی
ہنوز محل بحث مین ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک ہو تجزیہ جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کہ
علت واحد سے معلول واحد ہی قائم ہو سکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ تینون موالید
آخر مین واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا اسمین وہ تو ذات موالید سے علیحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
موالید اوسی وقت تک مان لیے جائینگے جب تک تشخصات و صور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کی سب یکبہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بجز ذات اونکے
کے موالید ثلثہ مین سے کچھ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیر جداگانہ ہو پھر کس طرح علت
اول کا انفراد لیکر ذات واحد باریتعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہو سکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہے رسل اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک امر اہم
سے بڑھکر ہونگے ثانیاً جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
مراد نہین ہے جو سب لوگ مانتے ہین اور اسقدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت تھی
بلکہ عقلاء نیچرل اسے سمجھتے اور وہ لوگ باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے بھی
دور بھاگتے ہین اور بالفرض نبی کی ضرورت بھی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھ
نہین ہے سوائے معجزہ کے اور معجزہ صریحاً خلاف نیچرل کے ہے یعنی آتش کا واسطے ابراہیم
کے برد و سلام ہونا اور موسیٰ کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوائے
پانی ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمان علیہ السلام کے حکم

تابع ہوجانا اور جانوروں کا کلام کرنا اور پتھر میں سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ گائے کا جی اٹھنا اور شق القمر واقع ہونا اور تھوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہوکر کھانا اور پھر اوسکا بدستور باقی رہجانا و غیر ذلک من المعجزات کوئی حکیم نیچرل اسٹ ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو وہ آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم و غیر محسوسات و غیر مسلمات فلاسفہ امور معاد میں سکہاتے تھے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح نہوگا یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض واجبات کا ہے پھر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہیں اور بیفائدہ پردہ اسلام میں کتاب و سنت کا کیون نام لیکر عوام کو شبہہ میں ڈالدیا ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال اہل اسلام کو معلوم نتھا ہوگا کہ رہے تھے مگر اب ذرا سوچ سمجھکر ہمارے اصول و فروع سے بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص جائز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہیں کرتے ہنوز وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرھوین ذیحجہ ۱۲۹۸ ہجری میں آپ نے لکھا ہے کہ مجھپر میری عمر میں ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا کہ شاید جینی مذہب حق ہے، الی قولہ اور مصر کی سیر میں مجھپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی آنحضرت اور برکت خدا نے عیسائیون کو دی ہے وہ اور کسی کو نہیں دی بلفظہ کمترین عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بہی فرمانا ضرور تہا کہ جب سنا کہ ملحدونکا حال لندن میں سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور اونکے معقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تہیا لجی حق ہے اور ابتک اسی پر وثوق ہے مگر پھر بہی خاکسار یہ امید رکھتا ہے کہ جب مذہب کے باب میں حضور کی ایسی طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ کی تالیف میں سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تابع معقول ہوکر ہمارے

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے میری تو یہی دعا ہے
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین ۞ خاتمہ اب مین اپنے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل اوس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پروانے
گرتے ہین اور بجھانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹادین مگر الحق یعلو ولا یعلی اسکا مشہور
قاعدہ ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہیگا مگر پھر بھی فی زماننا علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہیں لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین جسمین شبہات گیرائی ہوتے ہین وقت
پر تشویش وہم ہوگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت وغیرہ طریقہ مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے مین کوشش بلیغ رہنی اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اور مجتہد
وقت ہین وہ آفات جدیدہ کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ پر
زیادہ متوجہ ہون ایسا نہو کہ تھوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہوجاوے اور خدا
و رسول صلعم کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نہ رہے ای بھائیو سیدھی بات یاد رکھو کہ ہزارون
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین اب تک گذرے سب کا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بھی کرسکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذرتی چلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضلال اور تضلیل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار تھے ہمارا اونکا مطلوب کی یہ دعا ہے کہ ہمکو انہی اکابر دین کے ساتھ قیامت کی روز خدائے تعالی
اوٹھاوے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی

اور شاید نہ مسئلہ علم و حکمت کے پوچھے جائینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ مشہود لہا بالخیر سے
ابتک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور ہر
علاج کے واسطے برا قانون حکمت حقیقی الہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہیں اور اوسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہیں ہمکو فلاسفہ و ملاحدہ کی حکمت سے اُمید
نجات آخر وہی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اپنی بہاییو میں نے دردِ دینی سے اور تمہاری
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی میں نہ پڑو
فساد عقاید و ضعف ایمان سے بچو حب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو خیرباد
نہ کہو میرا اسمیں کیا کام ہے تو بعد اسکے چونکہ زمانے اوسی پر الزام ہے جس وقت یہ حضرات موجود ہیں
علما کی باقی نہ رہینگی اور زمانہ آیندہ کا رنگ بیاو بگڑیگا تو فقیر کی یہ نصیحت یاد آویگی جب
اور یہ میری ہمدردی جو خیرخواہی دینی اسی وقت تو ہمیں یاد آویگی انشاء اللہ تعالیٰ و آخر دعوٰنا
ان الحمد للہ رب العالمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ قلم اعجاز رقم جناب حضرت منشی صاحب ناظر مخلص

زہی تصنیف مولانا علی بخش	کہ او تایید دین ہر آن یا وا
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ	شہاب ثاقب شیطان بادا

تقریظ و تاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتایج افکار عالی مولوی غلام محمد خاں صاحب

منشی ایڈیٹر اودھ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام	ابھی ہے ہند میں باقی حرارت اسلام
جناب خان علی بخش افضل العلما	کہ جسکی ذات سے قائم فضیلت اسلام
وہ پاس شرع سے ہر دم نگاہ رکھتا ہے	کہ کس طرح ہے زمانے میں حالت اسلام
محال کیا کہ خیال ہو قیاس سے کوئی	چلے خلاف طریق و شریعت اسلام

فلاسفہ سے ہی مطلب نہ کچھ تصرف سے — ادسی تو چاہیے تقلید سنت اسلام
لکھی کتاب اونھوں نے ہی کیا آپ نے تو — بجا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام
یقین ہے اونکو بھی آتے یقین ایسا پر کو — سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام
سکھے ہے عام جنہین نے قلوبہم مرض — خدا کرے کہ اونہین ہو ہدایت اسلام
فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین — ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام
مجھی خیال تھا تاریخ کا کہ کیا لکھئے + — فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام
کہا یہ دل نے رقم کر تپش یہ مصرع سال — کتاب الوزیب حجت اسلام

۸۹

۱۲ ہجری

خاتمہ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل و الکمال اولہا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکھپور مین بماہ جنوری سنہ ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نولکشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چھپوایا چنانچہ وہ مضمون بھی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین و اللہ ولی التوفیق +

